﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد13

جمعۃ المبارک 05/مئی 2006ء

07/ربیع الثانی 1427 ہجری قمری — 05/ہجرت 1385 ہجری شمسی

شمارہ 18

اصل زندگی آخرت کی ہے

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ احزاب کے وقت خندق کھودرہے تھے اور صحابہ مٹی اپنے کندھوں پر اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر فرماتے تھے:

اے اللہ!اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃالخندق)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشرق بعید کے ممالک کے دورہ کی مختصر جھلکیاں

دیہاتی علاقوں میں تبلیغ کے خصوصی پروگرام بنائیں۔ان سے ذاتی تعلقات بنائیں اور جماعت کے متعلق ان کی غلط فہمیاں دور کریں۔

جو واقفین نو جامعہ میں داخل نہیں ہورہے ان کی دینی تعلیم کے لئے سلیبس تیار کرنے کا ارشاد۔بیس بائیس سال کی عمر تک ہر واقف نو کو قرآن کریم کا ترجمہ آنا چاہیئے۔(واقفین نو سے متعلق نہایت اہم تاکیدی ہدایات)

مبلغین کو ہر ماہ ایک خطبہ تربیت کے موضوع پر اور ہر چھٹا خطبہ مالی قربانی کی اہمیت پر اور ہر چوتھا یا پانچواں خطبہ نمازوں اور عبادت کے موضوع پر دینا چاہئے۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں۔نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا اور نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سنگاپور سے ملاقات میں کارکردگی کا جائزہ اور مختلف شعبہ جات کو نہایت اہم ہدایات۔

سنگاپور، انڈونیشیا اور ملائشیا کے واقفین نو بچوں اور بچیوں کی مشترکہ کلاس کا انعقاد۔سنگاپور، ملائشیا، انڈونیشیا، کمبوڈیا اور پاپوانیوگنی کے مبلغین اور معلمین کی اجتماعی میٹنگ۔ انڈونیشیا، سنگاپور اور ملائشیا کی نیشنل مجالس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں مختلف امور کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے رہنمائی۔

تقریب عشائیہ میں شرکت۔نائٹ سفاری پارک اور جزیرہ Santosa کا وزٹ۔سنگاپور سے سڈنی (آسٹریلیا) کے لئے روانگی۔

(سنگاپور میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

8/اپریل 2006ء بروز ہفتہ:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے دس بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد طٰہٰ تشریف لائے جہاں فیملی و انفرادی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج انڈونیشیا ملائشیا اور تھائی لینڈ سے آنے والی 65 فیملیز کے 331 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پایا اور حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

انڈونیشیا سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 761 کی تعداد میں مرد وخواتین اور بچے اپنے پیارے آقا کے دیدار اور حضور انور سے ملاقات کے لئے پہنچے ہیں۔اسی طرح ملائشیا سے قریباً تین صد بیس سے زائد مرد وخواتین اور بچے حضور انور سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔اس کے علاوہ تھائی لینڈ، فلپائن، میانمار (برما)، سری لنکا، انڈیا، ماریشس، یوکے، کمبوڈیا، برونائی اور پاپوانیوگنی (Papua New Guinee) سے بھی احباب کے وفود سنگاپور پہنچے ہیں۔یہ عشاق اپنے پیارے آقا کے دیدار کا ایک لمحہ بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جتنی تعداد میں لوگ آئے ہیں اتنی ہی تعداد میں کیمرے بھی ان کے ہاتھوں میں ہیں۔مرد وخواتین اور بچے بچیاں حضور انور کے مسجد میں آتے ہوئے اور واپس جاتے ہوئے ایک ایک لمحہ کو اپنے کیمروں میں محفوظ کرتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جونہی مسجد کے بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہیں تو اپنے پیارے آقا کی آمد کے منتظر اور حضور انور کے دیدار کے لئے ترستے ہوئے یہ لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے السلام علیکم عرض کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ تصاویر کھینچتے ہیں۔نماز ختم ہوتے ہی یہ لوگ پھر کیمرے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسجد سے واپس جاتے ہوئے بھی قدم قدم پر تصاویر بناتے ہیں۔خواتین اور بچیاں بھی پیچھے نہیں وہ بھی ہاتھ ہلاتی ہیں اور حضور کو دیکھ کر روتی ہیں اور بچیاں بھی مختلف جگہوں پر کھڑی مسلسل حضور انور کی تصاویر کھینچ رہی ہوتی ہیں۔سارا ماحول ہی بڑا روح پرور اور ایمان افروز ماحول ہے۔

انڈونیشیا کی درج ذیل 26 جماعتوں سے یہ لوگ بڑے بڑے لمبے سفر طے کرکے سنگاپور پہنچے ہیں۔جماعتوں کے نام یہ ہیں:

Jakarta,Mansilor,Cirebon،Majalengka، تاسک، گاروت، Singaparna باڈونگ، بوگور، کیمانگ، Paninggilan,Gondrong،Parakan Salak، باتام، Kebayoran,Serua پاڈانگ، میدان، Pekan Baru,TanjungPinaug,Bekasi,CileGok,Kendari, جوگ جکارتہ، سورابایا، Citegum۔

اسی طرح ملائشیا سے آنے والی فیملیز بھی مختلف علاقوں سے لمبے سفر طے کرکے حضور انور سے ملاقات کے لئے سنگاپور پہنچی ہیں۔یہ فیملیز کوالالمپور، Kota Kinabalu,Lingkanghu,Johar Bahro اور سنڈاکن کی جماعتوں سے آئی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ان ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر سوا دو بجے تک جاری رہا۔ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی جائے قیام ہوٹل Grand Mercure Roxy تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ

سہ پہر پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے سنٹر مسجد طٰہٰ تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔دعا کے بعد حضور انور نے عاملہ کے عہدیداران سے تعارف حاصل کیا اور انکے شعبوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

سیکرٹری تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ تبلیغ کا پروگرام کس طرح بناتے ہیں آپ کی پلاننگ کیا ہے۔جماعت کے موجودہ حالات میں آپ نے کیا منصوبہ بندی کی ہے۔

حضور انور نے بڑی تفصیل کے ساتھ جماعت کے موجودہ حالات کا جائزہ لیا اور اس ضمن میں بعض انتظامی ہدایات دیں۔

حضور انور نے فرمایا خصوصاً ان علاقوں میں جہاں جماعت کے خلاف فساد ہوا ہے اور جماعت کو نقصان پہنچایا گیا ہے وہاں کے احمدی احباب، داعیین الی اللہ اور سمجھدار احمدی لوگ ان لوگوں سے رابطہ کریں۔ ان کی غلط فہمیاں دور کریں، ان کو بتائیں کہ احمدی وہ نہیں ہیں جو یہ علماء آپ کو بتا رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان لوگوں سے ذاتی رابطے کریں۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ جہاں جماعت کے خلاف ہنگامے ہوئے ہیں وہاں پانچ فیصد لوگ فساد کرنے والے ہیں جب کہ 95% کو ان باتوں سے کوئی غرض نہیں۔ حضور انور نے فرمایا ایسے علاقوں کے سمجھدار اور شرفاء سے آپ کے رابطے ہوں اور ان کو پتہ چل جائے کہ آپ کون ہیں تو یہ لوگ بھی آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دیہاتی علاقوں میں تبلیغ کے پروگرام بنائیں اور اس کے لئے منصوبہ بندی کریں۔

حضور انور نے گزشتہ دس سال میں ہونے والی بیعتوں کا جائزہ لیا اور رابطوں کی ہدایت فرمائی۔ فرمایا جن سے رابطے کٹ چکے ہیں ان کو دوبارہ واپس لانے کی کوشش کریں۔ اپنے رابطے بحال کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بات کا بھی جائزہ لیا کہ دیہاتی علاقوں میں ملک کی آبادی کا تناسب کیا ہے۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ ملک کی 230 ملین آبادی میں سے قریباً 70% دیہاتوں میں رہتا ہے اور یہاں بھی علماء کی طرف سے مخالفت ہے۔

حضور انور نے فرمایا ان تمام حالات کے باوجود آپ کا پلان کیا ہے۔ اس پر امیر صاحب انڈونیشیا نے بتایا کہ لٹریچر تقسیم کرتے ہیں اس کے علاوہ پاکٹ سائز کی ڈسک تقسیم کرتے ہیں جس میں جماعت کا تعارف، جماعت کی خدمات اور یورپین ممالک میں جماعت احمدیہ کی مساجد، مراکز وغیرہ کا ذکر ہے۔ آڈیو، ویڈیو دونوں میں یہ بڑی کامیابی ہے۔ حضور انور نے اس بارہ میں تفصیل سے دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جماعت کے خلاف اعتراضات کے جوابات ختم نبوت کی حقیقت اور ہمارے عقائد وغیرہ بھی اس میں شامل کریں۔

حضور انور نے فرمایا ہر گاؤں میں ہر علاقہ میں اور ہر ایریا میں اپنی ٹیمیں تیار کریں جو وہاں مقامی لوگوں کو تبلیغ کریں، ان کو پیغام پہنچائیں ان سے ذاتی تعلقات بنائیں اور ان کی غلط فہمیاں دور کریں۔

اس سوال کے جواب میں کہ مذہبی امور کے وزیر نے اپنے کسی بیان میں کہا تھا کہ احمدی کہتے ہیں ہم اپنا مذہب تبدیل کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس بارہ میں قرآن کریم بھرا ہوا ہے، لوگوں کو بتائیں کہ جب انبیاء آتے تھے تو ان کو اُن کے مخالفین یہی کہا کرتے تھے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ انڈونیشین میں امام مہدی کی آمد کے بارہ میں کیا Concept ہے۔ اس بارہ میں بتایا گیا کہ مسیحؑ کی آمد ثانی کا Concept یہ ہے کہ وہ قیامت کے قریب آئے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انڈونیشیا میں جب بھی انشاء اللہ Break Through ہوگا۔ تو اس وقت ان لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سکھانا مشکل ہوگا۔ اس لئے اس کام کے لئے آپ احمدیوں کو ابھی سے ٹرینڈ کریں تا کہ یہ مستقبل کے اساتذہ بن سکیں۔ اب آپ مستقبل کا پلان کریں اور احمدی احباب کو ٹرینڈ کریں اور تربیت دیں تا کہ یہ آئندہ کثرت سے آنے والوں کی تربیت کر سکیں۔

سیکرٹری صاحب مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت انڈونیشیا کے سالانہ بجٹ، چندہ عام کا بجٹ، چندہ دہندگان کی تعداد اور فی کس چندہ کے معیار کا بڑی تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا۔ اسی طرح انڈونیشیا میں موصیان کی تعداد اور چندہ وصیت کے بجٹ اور فی کس چندہ وصیت کی ادائیگی کا بھی جائزہ لیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے چندہ کا معیار بہت بہتر ہو سکتا ہے اس طرف توجہ دیں اور اپنا معیار بلند کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ مستعد اور Active جماعت ہیں ہر شخص کا انفرادی بجٹ بنائیں، جماعتوں میں سیکرٹریان مال ہیں ان کے ساتھ اس کام کے لئے ایڈیشنل سیکرٹری مال بنائیں اور ایک دفعہ یہ کام مکمل کرلیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہم نے صرف رقم اکٹھی نہیں کرنی بلکہ احباب کا روحانی معیار بلند کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے بعد مالی قربانی کا ذکر فرمایا ہے تا کہ نماز کے ساتھ اس مالی قربانی کے ذریعہ انسان کا روحانی معیار بلند ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جب آپ انفرادی طور پر لوگوں سے رابطہ کر کے بجٹ بنائیں گے تو شروع میں مشکلات ہوں گی لیکن آپ بڑی منظّم اور مستحکم جماعت ہیں۔ لوگوں کو مالی قربانی کے بارہ میں بتائیں۔ ان کو قائل کریں کہ مالی قربانی بہت ضروری ہے اور اس کے کیا فوائد ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس طرح ہر جماعت کا بجٹ بنائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر کسی جماعت میں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے بجٹ اور چندہ متاثر ہو تو معین طور پر ذکر ہونا چاہئے کہ اس جماعت کا یہ بجٹ تھا اور اس قدرتی آفت کے نتیجہ میں چندہ کی ادائیگی میں کمی ہوئی ہے۔

حضور انور نے بعض مثالیں دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک جیسے حالات میں احمدیوں کی فصلیں دوسروں سے کئی گنا اچھی ہوتی ہیں اور یہ خدا کی راہ میں قربانی دینے کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا صرف چندہ اکٹھا کرنا مقصد نہیں ہے۔ ہم چندہ Collecter نہیں ہیں، چندہ کی ادائیگی کے نتیجہ میں ساتھ ساتھ تربیت ہوتی ہے اور روحانی معیار بلند ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّحَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ﴾ (آل عمران:93)۔

حضور انور نے سیکرٹری مال صاحب فرمایا کہ چندہ کے حصول میں تربیتی پروگراموں کے ذریعہ سیکرٹری تربیت آپ کی مدد کریں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ذیلی تنظیموں کے قیام کا جو مقصد بیان فرمایا تھا اس کا حضور انور نے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر جماعت کا نظام کمزور ہو اور ذیلی تنظیمیں یا کوئی بھی ایک ذیلی تنظیم فعال ہو تو جماعت ترقی کرتی رہتی ہے۔ اگر ذیلی تنظیمیں مستعد اور فعال نہ ہوں لیکن جماعتی نظام Active ہو تو تب بھی جماعت آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہتی ہے۔ لیکن اگر جماعتی نظام بھی فعال ہو اور ذیلی تنظیمیں بھی فعال، مستعد اور منظّم ہوں تو پھر جماعت کئی گنا تیزی سے ترقی کرتی ہے اور جماعت کا قدم غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا ہے۔

سیکرٹری صاحب مال کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ نیشنل سیکرٹری مال ہیں آپ صرف اپنی جماعتوں کے سیکرٹریان مال کے ذریعہ چندہ اکٹھا کروا سکتے ہیں۔ قائد مال یا خدام و لجنہ کے سیکرٹریان مال کے ذریعہ چندہ اکٹھا نہیں کروا سکتے۔ وہ صرف اپنی تنظیموں کا چندہ اکٹھا کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ذیلی تنظیمیں براہ راست خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہیں اور ان کی رپورٹس براہ راست مجھے آتی ہیں۔ میں ان کی رپورٹس دیکھتا ہوں اور ان پر اپنے ریمارکس دیتا ہوں۔

سیکرٹری تربیت سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کے سالانہ پروگرام کیا ہیں۔ فرمایا تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ملک میں جہاں جہاں ہماری مساجد ہیں، سنٹرز ہیں وہاں احمدی ان سنٹرز، مساجد سے کتنی دور، کتنے فاصلوں پر رہتے ہیں۔ اس بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا گیا کہ دیہاتوں میں تو سنٹرز کے قریب رہتے ہیں جب کہ شہروں میں دور ہیں اور مختلف فاصلوں پر رہتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کس نماز میں زیادہ حاضری ہوتی ہے اور کتنے فیصد لوگ شامل ہوتے ہیں۔ فرمایا ہر جماعت کے سیکرٹری تربیت کو کہیں کہ آپ کو با قاعدہ نمازوں کی حاضری کے بارہ میں رپورٹ بھجوائیں۔

صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نمازوں کی حاضری کے بارہ میں کیا کوشش کر رہے ہیں۔ مساجد میں آنے والے خدام کی تعداد کتنی ہے۔ حضور انور نے انہیں ہدایت فرمائی کہ ہر ماہ با قاعدگی سے مجھے رپورٹ بھجوایا کریں۔

صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کو ہدایات

حضور انور نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ انڈونیشیا سے مجالس کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جن مجالس میں ابھی الیکشن نہیں ہوئے۔ وہاں خود دورہ کریں یا اپنے نمائندے بھجوائیں اور ان کو Active کریں۔ وہاں قائدین مقرر کریں ان کی مجالس عاملہ بنائیں۔ جہاں تین سے زیادہ خدام ہیں۔ وہاں با قاعدہ اپنی مجلس قائم کریں اور اگر کسی جگہ کوئی موزوں خادم نہیں ہے تو اس مجلس کو کسی دوسری قریبی مجلس کے ساتھ ملحق کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مغرب وعشاء کی نمازوں میں خدام کی حاضری زیادہ ہونی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگلے ماہ رپورٹ آنی چاہئے کہ کتنے خدام نمازوں میں حاضر ہو رہے ہیں اور اس بارہ میں کیا عملی قدم اٹھایا گیا ہے۔

احباب جماعت کی تربیت کے بارہ میں حضور انور نے مزید فرمایا کہ اگر کھل کر تبلیغ نہیں کر سکتے تو اپنی تربیت کرنے میں تو کوئی روک نہیں ہے۔ مبلغین اس طرف توجہ دیں، تربیتی پروگراموں کی طرف توجہ دیں۔ ان لوگوں سے ذاتی روابط کریں جو کمزور ہیں اور دور چلے گئے ہیں اور رابطہ میں نہیں ہیں۔ ان لوگوں سے رابطہ کر کے ان کو واپس لائیں۔

حضور انور نے فرمایا تربیت کا جو بھی پروگرام بنائیں (Feed BAck) فیڈ بیک ہو۔ جب تک فیڈ بیک نہ ہو تو نتائج کا پتہ نہیں چل سکتا۔ جو بھی پروگرام بنائیں اُس کے رزلٹ کے حصول کے لئے کوشش کریں۔

صدر صاحب مجلس انصار اللہ کو ہدایات

صدر صاحب مجلس انصار اللہ انڈونیشیا کو ہدایات دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ بھی تربیت کا پروگرام بنائیں۔ اگر انصار اللہ مساجد میں پچاس فیصد حاضر ہو رہے ہیں تو مزید کوشش سے یہ تعداد 75% تک بڑھ سکتی ہے اگر زیادہ انصار آئیں گے تو نوجوانوں کے لئے مثال بنیں گے۔

واقفین نو کے بارہ میں ہدایات

سیکرٹری وقف نو نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انڈونیشیا کے واقفین نو کی تعداد 882 ہے۔ حضور انور کے دریافت کرنے پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ان میں سے 15 سال کی عمر کے بچوں کی تعداد 164 ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ سب وقف کرنے کے لئے تیار ہیں اور ان کو مستقبل کے لئے گائیڈ کیا گیا ہے۔ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ان میں سے 60 نے مبلغ بننا ہے اور تیس نے ڈاکٹر بننا ہے۔ یہاں ایک کمیٹی موجود ہے جو ان بچوں کو گائیڈ کرتی ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ نصاب وقف نو کی چاروں کتب کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

حضور انور نے فرمایا جو واقفین نو بچے جامعہ نہیں جائیں گے وہ تو دینی تعلیم (Relegious Knowledge) کہاں سے حاصل کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب انڈونیشیا کو ہدایت فرمائی کہ ایک کمیٹی بنائیں۔ ایسے بچوں کو دینی تعلیم دینے کے لئے سلیبس ہو۔ جس میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو، احادیث ہوں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہوں۔ مبلغین جو اردو زبان جانتے ہیں وہ کتب کا ترجمہ کر سکتے ہیں، بعض انگریزی سے کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بیس بائیس سال کی عمر تک ہر واقف نو کو قرآن کریم کا ترجمہ آنا چاہئے۔ کم از کم سو احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے کچھ حصے ضرور آنے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا ان بچوں سے جو پندرہ سال کی عمر تک پہنچ چکے ہیں مسلسل رابطہ رکھیں اور ان کو بتائیں کہ وہ پروفیشن لیں جو جماعت کے لئے مفید ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض بچوں نے ملاقاتوں کے دوران کہا کہ میں بزنس مین بنوں گا کیونکہ باپ بزنس مین ہے۔ حضور انور نے فرمایا جنہوں نے اپنی زندگی وقف کی ہے ان کو تو مال کے بارہ میں نہیں سوچنا چاہئے۔

پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ ہدایت اللہ صاحب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ کے کورس کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ تین سال کا بڑھکر پانچ سال کا ہو چکا ہے۔ پرنسپل صاحب نے بتایا کہ کورس پانچ سال کا ہو چکا ہے۔ ہر سال بیس طلباء لیتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا آپ بیس طلباء سالانہ لیتے ہیں تو جب ایک سال میں 60 واقفین نو طلباء آئیں گے تو آپ ان کو کس طرح داخل کریں گے۔ کس طرح لیں گے۔ حضور انور نے فرمایا اسکا ابھی سے جائزہ لیں اور تیاری کریں۔

سیکرٹری صاحب جائیداد سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ انڈونیشیا کے 13 ہزار جزائر میں سے کتنے جزائر میں جماعت ہے۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو زمینیں آپ لے رہے ہیں وہ آپ نے مقامی طور پر خود لینی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن کریم اور سائنسی طرز فکر

محمود احمد اشرف ۔ ربوہ

سائنسی طرز فکر بڑی حد تک استقراء پر مبنی ہے جو کہ آزادانہ مشاہدات اور تجربات کے بعد عمومی نتائج اخذ کرنے کا نام ہے۔ گزشتہ دوسو سال سے زائد عرصہ میں انسان نے جو عظیم الشان سائنسی ترقیات حاصل کی ہیں ان کی بنیاد یہی سائنسی طرز فکر ہے۔ خالص سائنسی طرز تحقیق کے دو نمایاں وصف یہ ہیں کہ ایک طرف تو اس میں اندھی تقلید کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اور دوسری طرف یہ ہر قسم کے تعصب سے پاک ہے۔ یورپ کے علماء نے عیسائیت کو طلاق دے کر اس طرز فکر کو اختیار کیا تو ان کے ہاں علم کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا جب کہ اس سے قبل یونانی فلسفیوں کی تقلید اور چرچ کے غلط عقائد اور نظریات کی تقدیس کی جاتی تھی اور یہی وہ زمانہ ہے جسے تاریک دور کا نام دیا جاتا ہے۔ اس تاریکی کا اصل باعث عقل کی روشنی کا فقدان تھا جس میں توھم پرستی، اندھی تقلید اور تعصب جیسی فکری امراض جنم لیتی ہیں جو سائنسی طرز فکر کی ضد ہیں۔

قرآن کریم چودہ صدیوں سے عقل انسانی کی اہمیت کو اجاگر کر رہا ہے اور اس کے بہترین استعمال پر زور دے رہا ہے۔ قرآن کریم شروع سے لے کر آخر تک انسان کو اس کے طبعی اور جبلی رویوں کی غلامی سے آزادی دلانا چاہتا ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے بار بار عقل کو استعمال کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ لوگ جو عقل سے کام نہیں لیتے انہیں جانوروں سے بدتر قرار دیتا ہے۔ پھر مختلف مظاہر کائنات کے متعلق غور و فکر کرنے کی بار بار نصیحت کرتا اور علم حاصل کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ چنانچہ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے بلکہ عین قرآن کریم کی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ جب تک مسلمان فکری اور عملی طور پر قرآن کریم سے وابستہ تھے وہ سائنسی میدان میں بھی ترقیات حاصل کرتے رہے۔ اور جب انہوں نے قرآن کریم سے عملی وابستگی ترک کر دی تو سائنس کے میدان میں بھی وہ زوال کا شکار ہو گئے۔ دوسری طرف یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک یورپ کے عیسائی ممالک میں عیسائیت کا غلبہ اور چرچ کی حکومت رہی وہاں طرح طرح کی جہالتوں کے اندھیرے چھائے رہے اور جب یورپ نے مذہب یعنی بگڑی ہوئی عیسائیت کو طلاق دی تو یہی علم کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ثابت ہوا۔

قرآن کریم نے جس طرح عقل انسانی اور اس کے استعمال یعنی سائنسی طرز فکر کی اہمیت پر زور دیا ہے اس کی مثال کسی اور الہامی کتاب میں مل ہی نہیں سکتی۔ آیئے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کس کس طرح سائنسی طرز فکر کو اختیار کرنے کے لیے انسانی ذہن کو تیار کرتا ہے۔

نظریات کی بنیاد ٹھوس علم پر ہونی چاہئے

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا﴾

(بنی اسرائیل:37)

ترجمہ اور جس بات کا تجھے علم نہ ہو اس کی اتباع نہ کیا کر یقیناً کان آنکھ اور دل ان سب کے متعلق پوچھا جائے گا۔

انسان روزمرہ کی زندگی میں بہت سی باتیں ایسی کرتا ہے جن کی بنیاد ٹھوس علم اور تجربہ پر نہیں ہوتی۔ کبھی ان کی بنیاد اندھی تقلید پر ہوتی ہے تو کبھی وہ تعصب کی آنکھ سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ کبھی کسی کے خوف کی وجہ سے وہ صداقت سے محروم رہ جاتا ہے تو کبھی کسی چیز کا لالچ اسے حق بات سے دور کر دیتا ہے۔ کبھی وہ توہّم پرستی کی بنیاد پر بات کرتا ہے تو کبھی انا پرستی اس کے ہر قول و فعل کے پس منظر میں جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ یہ سب ذہنی رویّے غیر منطقی اور غیر سائنسی ہیں۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو مذکورہ بالا آیت میں ان سب کی نفی کی گئی ہے۔ سائنسی علم ان تمام اندھیروں سے پاک ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی اس ہدایت پر اگر انسان پوری تفصیل سے عمل کرے تو جو اخلاقی اور روحانی ترقی اسے حاصل ہوگی وہ تو آخری مقصد ہے ہی لیکن اس کے نتیجہ میں اوّل طور پر جو ذہن پیدا ہوگا وہ ایک سائنسی ذہن ہوگا۔ موجودہ زمانے کی تمام سائنسی ترقیات کی بنیاد دراصل سائنسی طرز فکر ہی ہے۔ مثال کے طور پر ارسطو سے لے کر گیلیلو تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ اگر دو مختلف وزن کے اجسام ایک جتنی بلندی سے گرائے جائیں تو بھاری جسم پہلے زمین سے ٹکرائے گا۔ دو ہزار سال تک اسی اصول کو صحیح سمجھا جاتا رہا اور یہ معمولی سا تجربہ کرنے کی زحمت نہ کی گئی اور اس سنی سنائی بات کو نقل کیا جاتا رہا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک غیر سائنسی طرز فکر تھا۔ کہتے ہیں کہ گیلیلو وہ پہلا آدمی تھا جس نے اس بات کو آنکھیں بند کر کے قبول نہ کیا اور خود تجربہ کر کے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ دونوں اجسام بیک وقت زمین تک پہنچتے ہیں۔

یورپ کے مفکرین کہتے ہیں کہ یہ دن جدید سائنسی طرز فکر کا آغاز تھا۔ اس بات سے قطع نظر کہ خالص سائنسی فکر کی بنیاد رکھنے والے کا بظاہر کیا مذہب تھا اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ گیلیلو کا یہ طرز فکر قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کی عین مطابقت میں تھا جس میں کہا گیا ہے کہ صحیح علم کے بغیر کوئی Stand نہ لیا کرو، کوئی رائے نہ قائم کر لیا کرو اور کوئی موقف اختیار نہ کیا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ سائنس میں گیلیلو بہرحال ایک سنگ میل ہے۔

قرآن کریم نے غیر عقلی رویوں کی مذمت کر کے بھی عقل یعنی سائنسی طرز فکر کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ ایک غیر عقلی رویہ آباؤ اجداد کے عقائد اور نظریات کی اندھادھند تقلید ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ایک سے زائد مقامات پر اس رویے کی مذمت فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَ نَا۔ اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ﴾

(البقرۃ:171)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤاجداد کو پایا۔ کیا ایسی صورت میں بھی (وہ ان کی پیروی کریں گے) جبکہ ان کے باپ دادا کوئی عقل نہیں رکھتے تھے اور ہدایت یافتہ نہیں تھے۔

واضح رہے کہ قرآن کریم یہاں مذہبی عقائد کی اندھی تقلید کی مذمت فرما رہا ہے۔ پس غیر مذہبی علم و تحقیق میں تو یہ امر اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ محض تقلید سے حتی الامکان گریز کیا جائے کیونکہ یہ وہ روش ہے جو انسان کے اپنے عقلی قُویٰ کو معطل اور بیکار کر دیتی ہے۔ دوسری طرف مومنوں سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ نبیوں کی پیروی کرتے ہوئے اپنے عقائد پر پوری بصیرت کے ساتھ قائم ہوں گے۔

سائنسی علم کی بنیاد مظاہر کائنات میں پائی جانے والی وحدت پر ہے

قرآن کریم کی تعلیم کا سب سے پہلا اہم اور بنیادی حصہ توحید باری تعالیٰ ہے۔ اس کائنات میں جو خدا تعالیٰ کا فعل ہے توحید اس طرح کارفرما ہے کہ تمام مظاہر کائنات میں ہمیں ایک وحدت، ہم آہنگی، ترتیب اور تنظیم نظر آتی ہے جو کہ خالق کی وحدت کا لازمی نتیجہ ہے۔ اگر خالق ایک سے زیادہ ہوں تو ترتیب اور تنظیم کی جگہ بدنظمی اور فساد ہو گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ﴾ (الانبیاء:23)۔

ترجمہ: اگر دونوں میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو دونوں میں فساد ہو جاتا۔ پس پاک ہے اللہ، عرش کا رب اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں

سائنس کا موضوع دراصل کائنات کے اسی حسن کا سراغ لگانا ہے جو اس کی ترتیب اور تنظیم میں پوشیدہ ہے۔ اگر کائنات کے بے شمار مظاہر میں وحدت نہ ہو تو انسانی فکر اس کی بے پناہ وسعتوں کے آگے بالکل بے معنی ہو کر رہ جائے۔ مگر جب انسان ذرہ سے لے کر کہکشاؤں تک ایک ہی قسم کے قوانین کو کارفرما دیکھتا ہے اور متفرق مظاہر میں وحدت اور ہم آہنگی کو پوشیدہ دیکھتا ہے تو اس کی جستجو کا سفر تیز تر ہوتا چلا جاتا ہے اور اس کی آتش شوق اور بھی بھڑکتی چلی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم سب سے بڑھ کر انسان کو کائنات کی اس وحدت پر یقین دلاتا ہے اور یوں سائنسی طرز فکر کی بنیاد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ مَاتَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ﴾(الملک :4)

ترجمہ: وہی جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا۔ تو رحمان کی تخلیق میں کوئی تضاد نہیں دیکھتا۔ پس نظر دوڑا۔ کیا تو کوئی رخنہ دیکھ سکتا ہے؟

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے یہ تمام ماہرین طبیعات کا ایمان ہے اور یہی ایمان ہے جو کائنات کے مطالعہ کے لئے ہماری آتش شوق کو تیز کرتا ہے۔ ہماری جستجو کو زندہ رکھتا ہے۔ جس قدر ہم گہرائی میں جاتے ہیں ہمارا تحیر اور بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہماری نگاہیں حیرت زدہ ہوتی چلی جاتی ہیں“۔

(ریویو آف ریلیجنز دسمبر1983ء صفحہ نمبر 12)

ایمان بالغیب اور سائنسی طرز فکر میں کیا کوئی مناسبت ہے؟

اس حقیقت کو جان لینے کے بعد کہ قرآن کریم سائنسی طرز فکر کی بنیاد رکھتا ہے اور اسے فروغ دیتا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان بالغیب جو مذہب کی بنیاد ہے کیا سائنسی طرز فکر سے کوئی مناسبت رکھتا ہے۔ قرآن کریم نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانے کی ہدایت کرتا ہے بلکہ ایک مسلمان کی ساری زندگی کی بنیاد اسی ایمان پر رکھتا ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق و مالک موجود ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کی ہستی سائنسی طریق کو بروئے کار لا کر ثابت نہیں کی جا سکتی۔ پس واضح ہو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ہستی سائنس یا عقل کے ذریعے ثابت نہیں کی جا سکتی۔ قرآن کریم نے خود اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ انسان کی نظر اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن اس سے بڑھ کر ایک حقیقت اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بے شک ہم عقل کے ذریعے خدا کی ہستی کو ثابت نہیں کر سکتے لیکن کیا عقل اور سائنس کے ذریعے ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اس کائنات کا کوئی خدا موجود نہیں ہے۔ اس کا جواب کلیۃً نفی میں ہے۔ پس دوسری حقیقت یہ ہے کہ ہم عقل کے ذریعے یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ موجود نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم عقل کے ذریعے نہ ہستی باری تعالیٰ کو ثابت کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ اب ان دونوں حقیقتوں کو ملانے سے جو بات دراصل ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسانی عقل محدود ہے۔ پس لازم ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے اور ذرائع بروئے کار لائے جائیں جو کہ تمام انبیاء کے پیغام کے مطابق موجود ہیں۔ پس قرآن کریم عقل کو استعمال کرنے کی بار بار تلقین اور تاکید کرتا ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ عقل کو ان مباحث میں بھی استعمال کرنے کی کوشش کی جائے جو اس کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔

چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی بھی بڑا فلسفی یا سائنس دان ایسا نہیں ہے جس نے علمی طور پر خدا تعالیٰ کے وجود کا کلیۃً انکار کیا ہو۔ دہریت سائنس میں تو کیا قدیم اور بالخصوص جدید فلسفے میں بھی کوئی باقاعدہ مکتبہ فکر ہی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنسی طرز فکر کے ذریعے جہاں انسان نے حیرت انگیز ترقیات حاصل کی ہیں وہیں اس طرز فکر نے اس میں ایک ذہنی انکسار ان معنوں میں پیدا کر دیا ہے کہ وہ اب عقل کی حدود سے بہتر طور پر آگاہ ہے۔ وہ اب زیادہ سے زیادہ یہ کہتا ہے کہ وہ اس معاملے میں کچھ نہیں جانتا اور اپنے عدم علم کا اقرار کرنا ہی وہ رویہ ہے جسے ذہنی انکسار کا نام دیا جانا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایمان بالغیب کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کی جستجو و تلاش کا سفر ختم ہو گیا ہے اور ایمان بالغیب خدا کی تلاش کی آخری منزل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان بالغیب خدا کی جانب سفر کی پہلی منزل ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا حکم فرما کر مومنوں کو یقینی معرفت سے محروم رکھنا نہیں چاہا بلکہ یقینی معرفت کے حاصل کرنے کے لیے ایمان بالغیب ایک زینہ ہے جس زینہ پر چڑھنے کے بغیر سچی معرفت کو طلب کرنا ایک سخت غلطی ہے۔ لیکن اس زینہ پر چڑھنے والے معارف صافیہ اور مشاہدات شافیہ کا ضرور چہرہ دیکھ لیتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ253 حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۲)

پس اس مضمون میں ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ قرآن کریم کی متعدد آیات میں سے چند کا مطالعہ کیا ہے جن سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کریم سائنسی طرز فکر یعنی عقل کے بہترین استعمال پر کسی بھی دوسری الہامی کتاب سے بڑھ کر زور دیتا ہے۔ اور جو امور انسانی عقل کی حدود سے باہر ہیں ان پر ایمان لانے کی تعلیم دے کر انسانی افکار اور علوم کو لامحدود وسعتیں عطا کرتا ہے۔

شیخ غلام ہمدانی مصحفی

(میر انجم پرویز)

بنیادی تعارف

شیخ غلام ہمدانی مصحفی کے والد کا نام شیخ ولی محمد تھا جوامروہہ کے رہنے والے تھے۔ان کا خاندان امروہہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔

پیدائش و تعلیم

مصحفی ۱۱۶۱ھ بمطابق ۱۹/اپریل ۱۷۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر امروہہ میں ہی گزاری۔آغازِ جوانی میں وطن چھوڑ کر ۱۱۹۰ھ میں دہلی آئے جہاں تکمیل علم اور شعروسخن کی طرف مائل ہوئے۔مطالعہ اور کتب بینی کا اسقدر شوق تھا کہ کتابیں مستعار لے لے کر پڑھتے تھے اور بطور خلاصہ اپنی یادداشت کے طریقہ پر لکھتے جاتے تھے۔

شعر گوئی میں شہرت

طبیعت میں موزونیت خداداد تھی اس پر مشق سخن کی کثرت، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد ہی شعر گوئی میں خاصی شہرت حاصل کرلی۔خود مشاعرہ بھی کرتے تھے، جن میں سب شعراء اور معزّزین شامل ہوتے تھے۔

مختصر حالاتِ زندگی

دہلی پر افلاس کا دوردورہ تھا جب کہ لکھنؤ میں سخاوت کی گنگا بہہ رہی تھی جس نے مثل اور شعراء کے، مصحفی کو بھی اپنی طرف مائل کیا۔لہذا دہلی کو چھوڑ کر نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں لکھنؤ آ گئے۔ یہاں سال بھر کے قیام کے بعد دوبارہ دہلی چلے گئے۔اپنے کلام میں اکثر دہلی کے رہنے کا فخر کیا کرتے تھے۔

دلّی کہیں جس کو زمانے میں مصحفی!
میں رہنے والا ہوں اسی اُجڑے دیار کا

کچھ دنوں کے بعد آب و دانہ کی کشش ان کو اس اُجڑے پجڑے دیار سے نکال کر لکھنؤ کھینچ لائی اور تادمِ آخر وہیں مقیم رہے اور کثرتِ مشق سے اپنی استادی کو مسلم الثبوت کیا۔اُن کے فن کی بہت قدر کی گئی یہاں تک کہ زمانے نے انہیں جگت اُستاد تسلیم کیا۔

وفات

مصحفی نے ۷۶ برس کی طویل عمر پا کر ۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۴ء میں لکھنؤ ہی میں انتقال کیا جب کہ آٹھواں دیوان ترتیب دے رہے تھے۔

تصانیف

مصحفی اُردو اور فارسی دونوں کے پرگو شاعر تھے۔ آٹھ اردو اور تین فارسی دیوان ان کی یادگار ہیں جن سے ان کی پرگوئی کا آسانی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ان کے ایک شاگرد اسیر لکھتے ہیں۔

ہندی میں آٹھ دیوان لکھے اسیر کیسے
ہے روضۂ مشمن ، کیا خوب مصحفی کا

اس پر لطیفہ یہ ہے کہ ہزاروں شعر قیمت لے کر بیچ ڈالتے تھے،جن کو لوگ اپنے نام سے مشاعروں میں پڑھتے تھے۔

تذکرے

مصحفی نے دو تذکرے بھی لکھے۔ایک تذکرہ فارسی شعراء کا اور ایک اُردو شعراء کا فارسی زبان میں لکھا،جس میں تقریباً ساڑھے تین سو شعراء کا ذکر ہے۔ مصحفی چونکہ استادوں کے زمانہ سے قریب تھے اور سن رسیدہ لوگوں کی صحبت کے مواقع حاصل تھے اس لئے اچھے حالات بہم پہنچائے ہیں۔ اپنے معاصرین کا خصوصیت کے ساتھ مفصل ذکر کیا ہے اور کلام کے نمونے بھی دیئے ہیں۔

علاوہ ازیں شاہنامہ کا ایک حصہ بھی لکھا جس میں شاہ عالم کے خاندان تک حالات درج ہیں۔

خصوصیات

۱۔ مصحفی کی سب سے بڑی صفت حد درجہ زودگوئی ہے۔کہا جاتا ہے کہ اسی زودگوئی کی بنا پر ان کے کلام میں ناہمواری پیدا ہوگئی ہے کیونکہ اس سے انہیں زیادہ جانکاہی اور غوروفکر کا موقع نہیں ملا۔

۲۔ دوسری خصوصیت ان کی یہ ہے کہ وہ مسلم الثبوت جگت استاد تھے۔اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس پایہ کے ان کو شاگرد ملے وہ خود اپنے وقت کے مستند استاد تھے۔
مثلاً۔آتش۔خلیق۔ضمیر۔اسیر وغیرہ۔

۳۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قواعد نظم کے یہ نہایت سخت پابند رہے۔

۴۔ مصحفی کے شعری مزاج کی دہلی ہی میں صورت پذیری ہوچکی تھی لیکن لکھنو کے ماحول، درباداری کے تقاضوں اور سب سے بڑھ کر انشاء اللہ خان انشا سے مقابلوں نے انہیں لکھنوی طرز اپنانے پر مجبور کیا۔یوں دہلویت اور لکھنویت کے امتزاج نے شاعری میں شیریں نمکینی پیدا کردی۔

۵۔ مصحفی نے اردو زبان کی اصلاح میں کافی حصہ لیا۔بہت سے الفاظ اور عیوب مثلاً شتر گربہ وغیرہ نکال ڈالے لیکن ایسے الفاظ رائج بھی کردیئے جو مقامی ہیں مثلاً سپاٹ، پوٹ وغیرہ۔

انداز کلام

کہا جاتا ہے کہ مصحفی کا کوئی خاص رنگ نہیں۔ کہیں سوز کا انداز ہے۔کہیں میر کی تقلید، کہیں جرأت کی شوخی ہے تو کہیں سودا کا ڈھنگ ہے۔گو طبعاً سنجیدہ مزاج تھے لیکن انشا کی ظرافت نے ان کو بھی جواب دینے پر مجبور کردیا۔اس وجہ سے ان کے کلام کا ایک حصہ سید انشاء کے رنگ کا ہے۔

نمونہ کلام

ترے کوچے اس بہانے ہمیں دن سے رات کرنا
کبھی اِس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا

ہیں کھلے چاکِ قفس لیک گلستاں میں ہمیں
حکمِ صیاد نہیں گل پہ نظر کرنے کو
ان دنوں بس کہ زمانے میں نہیں قدرِ ہنر
ہم سمجھتے ہیں ہنر ترکِ ہنر کرنے کو
مصحفی! یوں تو سبھی شعر وسخن کہتے ہیں
چاہئے لطفِ سخن دل میں اثر کرنے کو

☆☆☆

کیا جانے کیا کرے گا یہ دیدار دیکھنا
اک دن میں آئینہ اسے سو بار دیکھنا
کیسی ہے اس کی ابروئے خمدار دیکھنا
لینی ہے مول اس کی یہ تلوار دیکھنا
یاں حسن کو ہے عشق سے آفت لگی ہوئی
ظالم کوئی نہ ہو جو طرح دار دیکھنا
کھینچے ہیں اپنی طرف زلف و خال وخط
کتنے ہیں ایک دل کے خریدار دیکھنا
عالم کو اک نگہ سے کیا تو نے قتل عام
ظالم ٹک اس طرف بھی تو یکبار دیکھنا
جاتی ہے ان کے ساتھ چلی جانِ عاشقاں
ان خوش قدوں کی خوبیٔ رفتار دیکھنا

☆☆☆

یوں تو دنیا میں کیا نہیں ملتا
پر دلِ باصفا نہیں ملتا
اور سب کچھ ملے ہے دنیا میں
لیکن اک آشنا نہیں ملتا
درد و غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
وہ بھی قسمت سوا نہیں ملتا

☆☆☆

ہے خوش آئند یار کا آنا
موسمِ نو بہار کے مانند
اشک آنکھوں سے میری گرتے ہیں
دانہ ہائے انار کے مانند

☆☆☆

واں تغافل نے اپنا کام کیا
یاں رہے مہر کے گماں میں ہم
آسماں کو نشانہ کرتے ہیں
تیر رکھتے ہیں جب کماں میں ہم
گر یہی آہ ہے تو دیکھو گے
رخنے کر دیں گے آسماں میں ہم
شاخ گل کے گلے سے لگ لگ کر
روتے ہیں موسمِ خزاں میں ہم
مصحفی! عشق کرکے آخر کار
خوب رسوا ہوئے جہاں میں ہم

☆☆☆

ہم اسیرانِ قفس لطفِ چمن کیا جانیں
کون لے جاتا ہے ہم کو گل وگلزار کے پاس
جو مرے حال کو سنتا ہے وہ رو دیتا ہے
ہائے لے جاؤں یہ غم کون سے غمخوار کے پاس

☆☆☆

ہم تو ترسے ہیں صنم اک نگہِ دور کو بھی
بخت اُن کے ہیں جو ہردم ترے ہمسائے ہوئے

☆☆☆

وہ جو ملتا نہیں ہم اس کی گلی میں دل کو
در و دیوار سے بہلا کے چلے آتے ہیں

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء کے لئے
دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔جس کے لئے ہر قصبہ،شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کرلیا جائے۔

2۔دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَاعَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرۃ251)
(ترجمہ):اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔
(روزانہ کم از کم 11مرتبہ پڑھیں)

5۔﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾ (آل عمران :9)
(ترجمہ) : اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔
(ترجمہ):اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11مرتبہ پڑھیں)

7۔اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔
(ترجمہ):مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔
(روزانہ کم از کم 33مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔
(ترجمہ):اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33مرتبہ پڑھیں۔

خطبہ جمعہ

نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔

وحدت ہمارے اندر اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ہم اپنی باجماعت نمازوں کا اہتمام کرتے چلے جائیں گے۔

اپنی عبادتوں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے کے عمل کو پہلے سے بڑھ کر ادا کرنے کی کوشش کریں تا کہ اپنے ساتھ انسانیت کی تکلیفوں کو بھی دور کرنے کا باعث بن سکیں۔

اس بات کا جائزہ لیں کہ سو فیصد جماعتی عہدیداران نظام وصیت میں شامل ہوں۔ چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 14/ اپریل 2006ء بمطابق 14/ شہادت 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الہدیٰ سڈنی (آسٹریلیا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ 20-22 سال میں جماعت احمدیہ کے افراد کی ایک بہت بڑی تعداد اس ملک میں آئی ہے۔ گو اس لحاظ سے تو بہت بڑی نہیں جس طرح دوسرے ملکوں میں گئی ہے لیکن خاصی تعداد یہاں بھی آئی ہے۔ لیکن اس ملک میں احمدیت کا آغاز آپ لوگوں کے یہاں آنے سے نہیں ہوا، اس جگہ کی احمدیت کی تاریخ صرف 20-22 سال پرانی نہیں ہے، بعض کو شاید علم نہ ہو کہ آسٹریلیا میں احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں 1903ء میں آئی ہے۔ اور حضرت صوفی موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو قبول احمدیت کی توفیق ملی گویا اس ملک میں احمدیت کا پودا لگے سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ان بزرگ کو جنہوں نے اس وقت احمدیت قبول کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جو بیعت کی قبولیت کا خط ملا اور اس میں جو ہدایات درج تھیں وہ آج بھی ہر احمدی کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور اگر آپ ان ہدایات کو پلّے باندھ لیں تو اس ملک میں رہتے ہوئے جہاں آپ اپنا تعلق خدا سے بھی جوڑ رہے ہوں گے ایسا تعلق جو اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا ہوتا ہے اس تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود اپنے بندے کا ہر لحاظ سے خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔ بندہ سوتا ہے تو خدا اس کی خاطر جاگتا ہے، بندہ دشمن میں گھرتا ہے تو خدا اس کی حفاظت فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے بندے کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے اور ایسی ایسی جگہوں سے ایسے ذرائع سے اس کی ضروریات پوری کرتا ہے کہ بندے کو اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اپنی طاقتوں کی جو تصویر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھائی ہے، ہمیں بتائی ہے، اپنے وجود کا جو فہم اور ادراک ہمیں دیا ہے وہ صرف ایسی چیز نہیں کہ صرف قرآن کریم میں ہی درج ہے جس کا کسی کو تجربہ نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے خالص بندے اس بات کا تجربہ رکھتے ہیں اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ہمیں اس کے کئی نمونے نظر آتے ہیں۔ اور پھر اس دنیا کے انعاموں کے ساتھ ایسے بندے جو خدا کی طرف جھکنے والے ہوں ان کی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اس دنیا سے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ دائمی جنتوں کی بشارت بھی دیتا ہے۔

یہ بزرگ جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے یعنی حضرت صوفی موسیٰ خان صاحب ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً نیک انجام کی خبر دی تھی۔ تو یقیناً آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی پر مکمل ایمان اور اپنی عملی حالت کو ان نصائح کے مطابق ڈھالنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہوگی، ان نصائح کے مطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو لکھوائی تھیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ پر کامل اور مکمل ایمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی تعلیم پر صدق دل سے چلنا یقیناً اللہ تعالیٰ کے دنیا و آخرت کے انعاموں کا وارث بناتا ہے۔ آج بھی ہم اگر ان انعاموں کے وارث بننا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی تا کہ ہر وقت ہم اس کے فضلوں کے وارث ٹھہر سکیں۔

اب مَیں ان نصائح کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حضرت صوفی صاحب کو لکھی تھیں۔

پہلی بات یہ لکھی کہ ’’آپ کی بیعت تو قبول ہوگئی ہے اب آپ کو چاہئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں‘‘۔

نماز ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مومن مومن نہیں کہلا سکتا۔ اور پھر یہ کہ نماز پڑھنی کس طرح ہے۔ سنوار کر ادا کرنی ہے۔ نماز کو جلدی جلدی اس لئے ادا نہیں کرنا کہ مَیں نے اس کے بعد اپنے دنیاوی جھمیلوں کو نمٹانا ہے۔ نماز سنوار کر پڑھنے میں بہت سے لوازمات شامل ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے اپنی جسمانی صفائی کا خیال رکھا جائے اور سستی اور کسل کو دور کیا جائے۔ اس لئے ہمیں حکم ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھیں۔ جن گھروں میں نماز کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی ان کے بچوں میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ صرف بچپنے میں ہی نہیں بلکہ بڑے ہو کر بھی، جوانی میں بھی اور اس کے بعد بھی، کہ ایک تو نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور اگر کبھی کسی دوست کے ساتھ یا ویسے ہی مسجد میں آ گئے تو بغیر اس بات کا خیال رکھے کہ وضو قائم ہے یا نہیں، اگر نماز کھڑی دیکھیں گے تو اس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ظاہری اور باطنی صفائی کے لئے وضو ضروری ہے۔ اور یہ نماز سنوار کر پڑھنے کی پہلی شرط ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر اس بارے میں ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدۃ:7) کہ اے مومنو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ بھی اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ بھی دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھو لیا کرو۔ تو اس حکم سے واضح ہو گیا کہ اگر پانی کی موجودگی ہے، اسلام اتنا سخت مذہب بھی نہیں، یہ وضو کی ساری شرط پانی کی موجودگی کے ساتھ ہے۔ تو وضو کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جہاں یہ صفائی کے لئے ضروری ہے وہاں نماز میں توجہ قائم کرنے کے لئے پوری طرح ہوشیار کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور وضو کرنے کے اہتمام سے نماز سے پہلے ہی یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ مَیں اللہ کے حضور جانے لگا ہوں اور دنیاداری کو جھٹک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ یا اس طرح پاک ہو کر حاضر ہونے کی کوشش کرنی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان اور مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کی وہ تمام بدیاں دھل جاتی ہیں جن کا

ارتکاب اس کی آنکھوں نے کیا ہو۔ پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کی وہ تمام غلطیاں دُھل جاتی ہیں۔ جو اس کے دونوں ہاتھوں نے کی ہوں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے۔ پھر جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اس کی وہ تمام غلطیاں پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ دھل جاتی ہیں جس کا اس کے پاؤں نے ارتکاب کیا ہو۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم باب خروج الخطاء بمع ماء الوضوء)

تو یہ ہے وضو کی اہمیت۔ لیکن اس سے یہ بھی مطلب نہیں لے لینا چاہئے کہ جان بوجھ کر غلطیاں کرتے رہو، بدنظریاں کرتے رہو، دوسروں کے حقوق مارتے رہو، اپنے مفاد کے لئے دوسروں کو دھوکہ دیتے رہو اور پھر وضو کر لو تو پاک ہو گئے۔ یہ بڑا واضح حکم ہے کہ اگر تم رحمٰن کے بندے ہو تو پھر اس کا خوف بھی دل میں رکھو۔ تو جو اللہ کا خوف دل میں رکھنے والا ہو گا وہ عادی مجرم نہیں ہو گا بلکہ انجانے میں جو غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں اور ان پر وہ فکرمند رہتا ہے ان سے انسان پاک ہو جاتا ہے۔

پھر نماز کو سنوار کر ادا کرنے کے سلسلے میں ایک اہم بات وقت پر نماز پڑھنا ہے۔ یہ وقت پر نماز پڑھنے کا احساس اور عادت ہی اس وصف کو نمایاں کرنے والی ہو گی کہ یہ انسان یا مومن بندہ نماز سنوار کر پڑھنے کی عادت اور خواہش رکھتا ہے اور اس کو عادت بھی ہے۔

نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النّسآء:104) یعنی نماز یقیناً مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے اور یہ نمازوں کے اوقات پانچ مقرر کئے گئے ہیں اور بروقت نماز کی ایک اہمیت ہے۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی حقیقت سے ہمیں آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وقت جو نماز کا حکم ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے وہ اپنے اندر کیا اہمیت رکھتا ہے۔ ہر نماز کی اہمیت آپؑ نے بڑی تفصیل سے بیان فرمائی۔ اس وقت اس تفصیل میں تو جانا ممکن نہیں ہے تاہم مختصر یہ کہ انسان کی زندگی مستقل بلاؤں اور مصیبتوں میں گھری ہوئی ہے اور شیطان ہر وقت حملے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ پھر انسان کی زندگی میں مختلف کیفیات اور حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اس لئے ان بلاؤں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے اور شیطان کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے اور ان مختلف کیفیات اور حالات کے مطابق جو صورتحال پیدا ہوتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ فرض کیا ہے کہ دن کے پانچ حصوں میں اللہ کے حضور حاضر ہوا جائے اور جہاں انسان وقت پر نماز پڑھنے کی وجہ سے ان حملوں سے محفوظ رہے گا وہاں روحانیت میں ترقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا بھی ہو گا۔ پس ہر احمدی کو وقت پر نماز ادا کرنے کی پابندی کرنی چاہئے اس کی اہمیت پر توجہ دینی چاہئے۔

اس زمانے میں جب ہر طرف مادیت کا دَور دَورہ ہے اس طرف توجہ دینا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ شیطان نت نئے طریقوں سے حملے کر کے انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ دل میں یہ وسوسے پیدا کرتا ہے کہ اگر تم نے اس وقت اپنا فلاں دنیاوی کام نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گے اس لئے پہلے اس کام کو نمٹا لو، نماز کا بھی وقت تو ہے لیکن بعد میں اسے جمع کر کے پڑھ لینا۔ اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ہر زمانے میں شیطان نے مختلف طریقوں سے حملے کرنے ہیں، ہر زمانے میں انسان کی مصروفیات مختلف ہونی ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ ایسی نمازیں جو تمہاری سستیوں اور جو تمہاری دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے وقت پر ادا نہ ہونے کا احتمال ہو یا وہ احتمال رکھتی ہوں ان کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ کیونکہ پھر ایک نماز سے لاپرواہی آہستہ آہستہ باقی نمازوں سے بھی غافل کر دیتی ہے۔ اس لئے فرمایا ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرة:239) یعنی تم تمام نمازوں کا اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ یہ نہیں فرمایا کہ فلاں نماز کی خاص طور پر حفاظت کرو، درمیانی نماز کی تعریف بھی مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہو سکتی ہے۔ ہر وہ نماز درمیانی ہے جس میں دوسری ترجیحات نماز کے مقابلے میں زیادہ ہوں اور جب انسان دوسری مصروفیات کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو تمام دوسرے دنیاوی مفادات پر ترجیح دے رہا ہو گا تو اللہ تعالیٰ ایسے عبادت گزاروں کی ضروریات خود ایسی جگہ سے پوری فرما رہا ہو گا کہ جہاں سے انسان کو گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی نیکی بغیر جزا کے نہیں چھوڑتا اور دونوں جہان کی نعمتوں سے نوازتا ہے۔

پھر نماز میں سنوار اور نکھار تب پیدا ہو گا جب نمازیں باجماعت ادا کی جا رہی ہوں گی کیونکہ ایک مومن پر نماز باجماعت فرض ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ نماز کو قائم کرو، اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرائط کو قائم کرنے کی جو سنت ہمارے سامنے قائم فرمائی وہ مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے کی ہے۔ ہمیں نماز باجماعت کی ادائیگی کی ترغیب دلاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ افضل ہے۔

ایک دفعہ ایک نابینا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ مجھے راستے کی ٹھوکروں کی وجہ سے مسجد میں آنے میں دِقّت ہے۔ کیا میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ پہلے تو آپؐ نے اجازت دے دی۔ پھر فرمایا تمہیں اذان کی آواز آ جاتی ہے؟ اس نے عرض کی جی آواز تو آ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر نماز کا حق یہ ہے کہ تم مسجد میں آ کر نماز ادا کیا کرو۔

ایک اور روایت میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مَیں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا (سردی وغیرہ کی وجہ سے، موسم کی جو بھی شدت ہوتی ہے اس وجہ سے) دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ بھی ایک قسم کا رِبَــــاط یعنی سرحد پر چھاؤنی قائم کرنے کی طرح ہے۔ آپؐ نے یہ بات دو دفعہ فرمائی۔ (مسلم کتاب الطہارۃ۔ باب فضل اسباغ الوضوء علی مکارہ)

پس ہم یہ چھاؤنیاں اپنے دلوں کی سرحد پر قائم کریں گے تو شیطان کے حملوں سے اپنے دل کو بچا کر رکھ سکیں گے۔ ورنہ شیطان تو جس طرح اس نے چیلنج دیا ہوا ہے ہر راستے پر ہمارے پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ، راستباز، ابدال، قطب گزرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعے سے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ۔ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اور اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے اور یہی معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پا کر اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر4 صفحہ605 جدید ایڈیشن)

نفس کی بھی بہت ساری باتیں ہیں۔ یہ جو دنیا کی فکریں اور پریشانیاں ہیں ان سے چھٹکارا اسی نماز کے ذریعہ سے ملتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہ غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلے کی مسجد میں اور ہر ہفتے کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے''۔ (لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ281)

جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ طرہ امتیاز ہے کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں احمدی کو اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تمام دنیا کے احمدیوں کو اس تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ یہ ایک وحدت کی نشانی ہے پس یہ وحدت ہمارے اندر اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ہم اپنی باجماعت نمازوں کا اہتمام کرتے چلے جائیں گے۔ ایک بڑا طبقہ اس طرف توجہ دیتا چلا جائے گا۔ اصولی طور پر تو 100 فیصد احمدیوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ یہ وحدت بھی قائم رہے گی۔

یہاں کیونکہ ہر جگہ ہماری مساجد نہیں ہیں۔ یہاں بھی شاید لوگ فاصلے پر رہتے ہوں گے تو جو لوگ مسجد میں آ سکتے ہوں انہیں ضرور آنا چاہئے اور جو نہ آ سکتے ہوں وہ قریب کے گھر آپس میں مل کر نماز سینٹرز قائم کریں اور نماز باجماعت کا اہتمام کیا کریں۔ اسی طرح دوسرے شہر کے لوگ ہیں جہاں بہت فاصلے کی دُوری ہو وہاں گھر والے اکٹھے ہو کر نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ جس حد تک گھر اکٹھے ہو سکتے ہوں آپس میں مختلف گھر اکٹھے ہو جائیں، ایک جگہ سینٹر بنا لیں۔ جہاں یہ بھی ممکن نہ ہو، وہاں گھر کے سربراہ اپنے بیوی بچوں کو اکٹھا کریں اور نماز باجماعت کی اپنے گھر میں عادت ڈالیں۔ اس سے جہاں باجماعت نماز ادا کرنے کی وجہ سے نماز کا 27 گنا ثواب لے رہے ہوں گے وہاں اپنے بچوں کے دلوں میں بھی نماز کی اہمیت پیدا کر رہے ہوں گے۔ اور یہ اہمیت جب ان بچوں کی زندگیوں کا حصہ بن جائے گی تو پھر ہمیشہ نماز سنوار کر ادا کرنے والے بن جائیں گے۔ پھر آپ لوگ اس فکر سے بھی آزاد ہو جائیں گے کہ کہیں ہمارے

بچے اس معاشرے کے رنگ میں نہ ڈھل جائیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو حقیقی نمازیں پڑھنے والے، اس کے حضور جھکنے والے ہیں نمازیں ان کو فحشاء سے بھی روکتی ہیں۔ نمازیں ان کی محافظ بن جائیں گی اور ان کی حفاظت کے لئے کھڑی ہو جائیں گی۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اپنی نسلوں کو بھی اگر سنوارنا ہے، بچانا ہے تو خود بھی نمازوں کی عادت ڈالیں تا کہ بچوں کو بھی عادت پڑے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر دوسری نصیحت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خط میں حضرت صوفی صاحب کو فرمائی تھی وہ تھی، استغفار بہت پڑھتے رہیں۔

اپنے گناہوں پر نظر رکھتے ہوئے اور آئندہ ان سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے جب ایک مومن اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت طلب کرتا ہے تو وہ اس طرح اپنے بندے کو نوازتا ہے کہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوتی جسے جنگل بیابان میں جب ہر طرف مایوسی ہو کھانے پینے سے لدا ہوا اس کا اونٹ گم جائے اور وہ اچانک اس کو مل جائے''۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التوبة مسلم)

تو دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے استغفار سے خوش ہوتا ہے۔

قرآن کریم نے استغفار کے فوائد کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے: ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ۔اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا﴾ (نوح:11)۔ اپنے رب سے استغفار کرو وہ بڑا بخشنے والا ہے اور پھر تمہارے استغفار کرنے کا تمہیں فائدہ کیا ہوگا۔ ﴿یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا﴾ (نوح:12) یعنی اس توبہ اور استغفار کی وجہ سے جو سچے دل سے کی جائے گی وہ برسنے والے بادل کو تمہاری طرف بھیجے گا اور مالوں اور اولاد سے تمہاری امداد کرے گا اور تمہارے لئے باغات اگائے گا اور تمہارے لئے دریا چلائے گا۔ تو دیکھیں انسان کتنے فوائد حاصل کر رہا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ رہا ہے اور روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹ رہا ہے وہاں دنیاوی فائدے بھی حاصل ہو رہے ہیں۔

اب یہاں اس ملک میں مجھے بتایا گیا ہے کہ اس علاقے میں خاص طور پر اس صوبے میں پانی کی بڑی قلت ہے اور بعض چیزوں کے لئے پانی کا استعمال بھی ممنوع ہے۔ آج دنیا میں ہر جگہ احمدی ہی ہیں جو دنیا سے مشکلات دور کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ پس اپنی عبادتوں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے کے عمل کو پہلے سے بڑھ کر ادا کرنے کی کوشش کریں تا کہ اپنے ساتھ ساتھ انسانیت کی تکلیفوں کو بھی دور کرنے کا باعث بن سکیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس روحانی پانی سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے غیروں کو بھی سیراب کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام استغفار کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقے کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفَرَ سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے''۔ یعنی جو بخشش مانگنے والا ہے اس کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ ''لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کئے گئے ہیں اور یہ بھی مراد ہے کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہو ڈھانک لے''۔ یعنی ایک آدمی نے کوئی گناہ کر لیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ڈھانک لے۔ ''لیکن اصل اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے۔ یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقص کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے''۔

(ریویو آف ریلجنز جلد اول صفحہ 192-193)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ صفت قیوم کے ذریعے سے اپنے آپ کو بگڑنے سے ہمیشہ بچائے رکھیں۔ پس استغفار کا بھی ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ اپنی روحانی اور جسمانی بقا اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے لئے احمدیوں کو بہت زیادہ اس طرف توجہ دینی چاہئے تا کہ جن انعاموں کے ہم وارث ہو چکے ہیں، ان کو تا قیامت پاتے چلے جانے والے ہوں۔

پھر آپ نے ایک نصیحت یہ فرمائی تھی کہ ''تقویٰ طہارت، اللہ رسول کی سچی فرمانبرداری میں کوشش کریں''۔

متقی وہ ہیں جو اپنے آپ کو دنیا کی لغویات سے بچا کر اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق زندگی بسر کرنے والے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی آ جاتے ہیں اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی آ جاتی ہے۔

پس ایک احمدی کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی زندگی کو عبادتوں سے اور اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم میں طاقت پیدا ہو۔ پس ایک متقی انسان سلجھا ہوا انسان ہے جو ہر وقت اس کوشش میں ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''مبارک ہے وہ جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرے اور بدقسمت ہے وہ جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 99 جدید ایڈیشن)

پس آپ لوگ جو اس خطہ زمین میں آئے، بہت سے اس لئے یہاں آ کر پناہ گزین ہوئے کہ زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے اپنے ملک میں آپ پر زندگی کا دائرہ تنگ کیا گیا تھا۔ یہاں آ کر ذہنی یکسوئی بھی حاصل ہوئی اور مالی لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔ یہ سب باتیں اس چیز کا تقاضا کرتی ہیں کہ آپ اپنے تقویٰ کے معیار بڑھائیں، ہر لحہ اور ہر آن خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنائے رکھیں۔ اس دنیا کی چکا چوند خدا کی یاد سے بیگانہ نہ کر دے بلکہ مزید اس کے آگے جھکنے والا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر اور اسوہ پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور آپؐ کے غلام صادق کی بیعت میں آ کر آپ کی توقعات پر پورا اترتے ہوئے کامل فرمانبرداری دکھانے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ (یعنی جو اپنے آپ کو میری جماعت میں شامل سمجھتے ہو) آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ سچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا''۔

(کشتئ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

اس ضمن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے تقویٰ کے معیار کو اونچا کرنے اور ہمیشہ جماعت میں اطاعت اور فرمانبرداری کی مثالیں قائم کرنے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعد ایک ایسا انتظام فرمایا جو نظام خلافت کے ذریعے سے ہے۔ اور اس نظام خلافت کے ساتھ ایک اور بھی نظام تھا۔ ایک تو فرمانبرداری اور اطاعت کا نظام دوسرے خدا اور رسول کا پیغام پہنچانے کے لئے اور دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے نظام وصیت کا اجراء۔ اور آج سے تقریباً 100 سال پہلے یہ اجراء ہوا تھا۔ اور یہ جو وصیت کا نظام آپؑ نے جاری فرمایا تھا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا۔ اور اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے آپؑ نے بے شمار دعائیں کی ہیں۔ اور اس نظام میں شامل ہونے والوں، بلکہ جماعت کو تقویٰ پر قدم مارنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں نصیحت کرتے ہوئے کہ:

خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ: ''تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا''۔

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد نمبر 20صفحہ307۔جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پائیں۔'' (رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد نمبر 20صفحہ 309-308)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسمبر 2005ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظام وصیت کو جاری ہوئے 100 سال پورے ہوگئے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا اور 2004ء کے جلسہ UK میں مَیں نے تحریک کی تھی کہ 2005ء میں 100 سال پورے ہوں گے تو کم از کم 50 ہزار موصیان ہونے چاہئیں۔ تو جیسا کہ مَیں جلسہ سالانہ قادیان میں اعلان کر چکا ہوں کہ اللہ کے فضل سے یہ تعداد پوری ہو چکی ہے بلکہ اس تعداد سے بہت آگے جا چکے ہیں۔ اب تو جماعتیں اپنا اگلا ٹارگٹ پورا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ لیکن یہاں آپ لوگوں کی دلچسپی کے لئے مَیں جو بات بتانے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ یہاں کی جو تاریخ مرتب ہوئی ہے اس کے مطابق حضرت صوفی صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ بیرون ہندوستان نظام وصیت میں شامل ہونے والے اولین موصی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب وصیت کا اعلان فرمایا تو اس کے تین مہینے کے بعد ہی انہوں نے وصیت کر دی تھی اور اس طرح آپ کی وصیت مارچ 1906ء کی ہے۔ پھر اس لحاظ سے اس ملک میں یعنی اس براعظم میں نظام وصیت کے پہلے پھل کو بھی 100 سال ہو گئے ہیں۔ یہ اپریل کا مہینہ ہے۔ صرف ایک مہینہ ہی اوپر ہوا ہے۔ حضرت صوفی صاحب نے یقیناً ایک تڑپ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس دروازے میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ اور یقیناً یہ کامیاب کوشش تھی، کیونکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انجام بخیر ہونے کی خبر الہاماً دی تھی۔ اور آپ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے بھی وارث بنے جو آپؑ نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں اور بے شمار دعائیں ہیں جو آپ نے کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ میں ترقی دے، ایمان میں ترقی دے، نفاق سے پاک کرے تو یہ صرف اتفاق نہیں ہے۔

اب میں سمجھتا ہوں 100 سال کے بعد بیرون ہندوستان کے پہلے موصی کے ملک میں یہ میرا دورہ ہے اور اس سے پہلے میں وصیت کرنے کی تحریک بھی کر چکا ہوں۔ یہاں آنے سے پہلے مجھے علم بھی نہیں تھا کہ یہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظام وصیت کا پہلا پھل آج سے 100 سال پہلے لگ چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں یہ پھل لگا اور آج سے پورے 100 سال پہلے ایک ایسا کامیاب پھل تھا جس کی اللہ تعالیٰ نے تسلی بھی کروائی کہ تمہارا انجام بھی بخیر ہوگا۔ تو کہنا مَیں یہ چاہتا ہوں کہ بیرون پاکستان اور ہندوستان نظام وصیت کی طرف توجہ اس ملک کے احمدیوں کو اس لحاظ سے بھی خاص طور پر کرنی چاہئے کہ وہ ایک شخص تھا یا چند ایک اشخاص تھے جو یہاں رہتے تھے ان میں سے ایک نے لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر وصیت کے نظام میں شمولیت اختیار کی۔ آج آپ کی تعداد سینکڑوں، ہزاروں میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل بھی بہت زیادہ ہیں اور 100 سال بعد اور تقریباً اس تاریخ کو 100 سال بھی پورے ہو چکے ہیں اس لئے اس لحاظ سے آپ لوگوں کو جو کمانے والے لوگ ہیں جو اچھے حالات میں رہنے والے لوگ ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور سب سے پہلے عہدیداران اپنا جائزہ لیں اور امیر صاحب بھی اس بات کا جائزہ لیں کہ 100 فیصد جماعتی عہدیداران اس نظام میں شامل ہوں، چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں۔ گو کہ اللہ کے فضل سے مجھے بتایا گیا کہ یہاں موصیان کی تعداد کافی اچھی ہے لیکن حضرت صوفی صاحب کے حالات پڑھ کر جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ یہاں کا ہر احمدی موصی ہو اور تقویٰ پر قدم مارنے والا ہو۔ یہ ایسا بابرکت نظام ہے جو دلوں کو پاک کرنے والا نظام ہے۔ اس میں شامل ہو کے انسان اپنے اندر تبدیلیاں محسوس کرتا ہے۔

اب سالومن آئی لینڈز (Soloman Islands) میں وہاں کے ایک نئے احمدی ہیں، انہوں نے بھی وصیت کی ہے تو جس طرح نئے آنے والے اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں اور انشاء اللہ بڑھیں گے ان لوگوں کو دیکھ کر آپ لوگوں کو بھی فکر ہونی چاہئے کہ کہیں یہ پرانے احمدیوں کو پیچھے نہ چھوڑ جائیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صوفی صاحب کو ان کے خط میں نمازوں میں دعائیں کرنے اور تہجد میں دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ اپنے لئے بھی دعائیں کریں اور دنیا کو حق کی پہچان کی طرف توجہ دینے کے لئے بھی دعائیں کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس قدر خوشی ہوتی تھی کہ کسی سعید روح کو حق پہنچے، حق کو پہچاننے کی توفیق ملے اور پھر آگے اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی توفیق ملے۔ اس کا اظہار خط کے ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

حضرت مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''حضرت اقدس آپ کے اخلاص اور محبت اور خداداد فہم رسا سے بہت خوش ہوئے اور آپ کے حق میں دعا فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو دینی اور دنیاوی برکت دے۔ اور آپ کی ہدایت اور تبلیغ سے بہتوں کو فائدہ دے اور ایک جماعت کے قلوب کو اس سلسلے کی طرف متوجہ کرے آمین''۔

تو اس خط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیت کا پیغام پہنچانے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ پس یہ میدان بھی ایسا ہے جس میں ہر احمدی کو معیّن پروگرام بنا کر جت جانا چاہئے۔ آج دنیا کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کو صحیح راستے کی تعیین کر کے دکھائی جائے صحیح راستہ بتایا جائے اور جو روحانی بارشیں اور فضل اور روحانی پانی کی نہریں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کی ہیں اور آپ کے لئے جاری فرمائی ہیں اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔

یہ جلسے کے چند دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے میسر فرمائے ہیں کہ اس میں اپنے جائزے لیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی توقعات کو اپنے سامنے رکھیں۔ اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کریں، اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولادوں کو بھی زمانے کی لغویات سے محفوظ رکھیں۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم کریں۔ اور پھر مستقل مزاجی سے اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ آپ کی تبلیغ بھی تبھی کامیاب ہو گی جب آپ کے اندر خود بھی پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ ان دنوں میں آپ سب کو اس لحاظ سے دعائیں کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور جو باجماعت نمازیں پڑھنے اور نوافل پڑھنے کے مواقع میسر آئیں اس میں بھی باقاعدگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے آپ کے لئے روحانی ترقی کا باعث بنے۔ آمین

جماعت احمدیہ ناروے میں
یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بابرکت تقریب

(رپورٹ: چوھدری افتخار حسین ۔ جنرل سیکرٹری ۔ ناروے)

جماعت احمدیہ ناروے کے تحت مورخہ 20 ؍فروری 2006ء کو جلسہ یوم مصلح موعودؓ منایا گیا۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا جس کے بعد مکرم رانا مبشر احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک نظم ؎

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے

خوش الحانی سے پیش کی۔

اس کے بعد مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔ جبکہ مکرم ڈاکٹر سیف الرحمٰن صاحب نے آغاز سخن کے طور پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھا ؎

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

ڈاکٹر صاحب موصوف نے حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے نہایت ہی خوبصورت الفاظ کا انتخاب کیا اور ایک جدّت کے رنگ میں حضرت مصلح موعودؓ کو بھرپور انداز میں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے رنگا رنگ انمول موتیوں سے ایک حسین مالا بنائی اور آپ کے کارناموں کا اس طرح دلربا منظر پیش کیا جس طرح جگمگاتے ستاروں کے جھرمٹ میں کہکشاں کا نظارہ نظر آتا ہے۔

ملک محمود ایاز صاحب نے پیشگوئی کی مناسبت سے چند اقتباسات پیش کئے۔

اس موقع پر استفادہ کے لئے مکرم سید کمال صاحب نے جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کے حالات بیان فرمائے اور بیت الدعا اور مسجد مبارک میں دعاؤں کی قدر و منزلت اور بہشتی مقبرہ کا تذکرہ کر کے بتایا کہ یہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔

مکرم نور احمد بولستاد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کو نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے آپ کی زندگی کو بالمشافہ تو نہیں دیکھا لیکن ان کی عظیم شخصیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ نے حضور کے کارناموں کا مختصر تذکرہ بھی بیان کیا۔

آخر پر مکرم امیر صاحب ناروے نے پیشگوئی مصلح موعود کی وجہ تسمیہ بیان فرمائی۔ اور خلافت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی کے سلسلہ میں دعاؤں کی تحریک کی یاددہانی کروائی۔

اس اجلاس میں حاضری اللہ کے فضل سے 150 تک رہی۔ الحمدللہ

لجنہ اماء اللہ برکینا فاسو(Burkina Faso) کے

دوسرے سالانہ اجتماع کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

(رپورٹ: یاسمین پاشا ـ برکینافاسو)

برکینا فاسو مغربی افریقہ کی ایک چھوٹی سی ریاست ہے جہاں جماعت کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔جماعت احمدیہ برکینا فاسو کم عمر ہونے کے باوجود ایک فعال جماعت ہے۔

جماعت احمدیہ برکینا فاسو میں سبھی جماعتی تنظیمیں منظّم رنگ میں کام کر رہی ہیں۔برکینا فاسو اس وقت انتظامی لحاظ سے 12 ریجنز میں تقسیم ہے اور ہر ریجن مرکزی مبلغ کے تحت کام کر رہا ہے۔ہر ریجن کارکردگی کے لحاظ سے دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں ہوتا ہے۔چنانچہ ہر ریجن میں اور مرکزی سطح پر خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماللہ کے اجتماعات کے علاوہ اکثر سیرت النبی کے جلسے،ریجنل تبلیغی جلسے ،یوم مسیح موعود، یومِ مصلح موعود، یوم خلافت وغیرہ منعقد ہوتے رہتے ہیں۔

آغاز ہی سے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم بھی نہایت مستعد اور فعال ہے۔لجنہ کی دلچسپی اور شوق کے پیش نظر پچھلے سال چھوٹے پیمانے پر لجنہ اماء اللہ کا پہلا اجتماع منعقد کیا گیا۔چنانچہ اس اجتماع کی کامیابی اور لجنہ کے جوش وخروش کو دیکھتے ہوئے باقاعدہ منظّم طور پر لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع 4 اور 5 فروری کو مرکزی مشن واگا دوگو میں منعقد کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

قوموں کی تعمیر وترقی میں ہمیشہ سے خواتین کا ایک بنیادی کردار رہا ہے۔کہا جاتا ہے کہ ہر عظیم مرد کے پیچھے کسی عظیم عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ عورت بطور ماں، بیوی، بیٹی مرد کی بہترین رفیق اور مدد ومعاون ثابت ہوئی ہے۔اگرچہ اس بات میں شک نہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ خدائی وعدوں کے مطابق قومی تعمیر ترقی کے لئے وہ غیر معمولی صلاحیتیں لے کر پیدا ہوئے تھے جو ماحول کو منور کر دینے کی استعداد رکھتی تھیں لیکن یہ اللہ کا خاص احسان تھا کہ آپ کو بکثرت ایسے رفیق و مددگار عطا کئے جو ایک فطری جذبے کے ساتھ آپ کے معاون تھے۔چنانچہ آپ کی رفیقۂ حیات حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ بھی آپ کے لیے ایک ایسا سلطان نصیر ثابت ہوئیں جن کا نام احمدی مستورات کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور دل انہیں محبت سے یاد کرتے ہوئے دعائیں دیں گے۔کیونکہ احمدی خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے یہ ان ہی کی دلی تڑپ تھی جو بالآخر عالمی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی محرک بنی۔علم کی لگن اپنے جلیل القدر باپ سے ورثہ میں پانے والی یہ سعید روح دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق رکھنے والی عظیم خاتون بہت تھوڑی دیر اس دنیائے فانی میں رہیں۔آپ کو اپنے عظیم الشان شوہر کی رفاقت کے محض چند گنتی کے سال نصیب ہوئے لیکن اپنی فطری سعادت اور خدمت دین کی بے پناہ لگن کے باعث آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں ایک خاص مقام پیدا کرلیا۔لجنہ اماء اللہ کا قیام آپ کی فانی زندگی کا لافانی کارنامہ تھا جس کا نقش جریدۂ عالم پر ہمیشہ ہمیش کے لیے ثبت ہوگیا ہے۔

آپ کے مشورہ سے حضرت مصلح موعودؓ نے 15/دسمبر 1922ء کو قادیان میں ایک کھلی چٹھی لکھی جس کے مضمون میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے اغراض ومقاصد کا مختصراً خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ اگر غور کیا جائے تو بہت سی عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کریں گی کہ روز مرّہ کے کاموں کے سوا کوئی اور بھی کام ان کے کرنے کے قابل ہیں یا نہیں۔ہماری پیدائش کی جو غرض وغایت ہے اس کو پورا کرنے کے لیے مردوں کی طرح عورتوں کی تربیت بھی اتنی ہی ضروری ہے۔ ہماری زندگیاں اسلام کے مطابق ہونی چاہئیں تا کہ اخروی زندگی میں بھی اس کے فضلوں کے وارث بنیں۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار زیادہ تر عورتوں کی کوشش پر ہے۔عورت چونکہ ماں ہے اس لئے اس کی علمی وروحانی ترقی کے ذریعہ بچوں کی صحیح اسلامی رنگ میں تربیت کی جا سکتی ہے۔بچوں میں ماؤں کے ذریعہ قربانی کے جذبات پیدا کئے جا سکتے ہیں۔عورتوں کے علم میں اضافہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے اس کے لیے چند تجاویز پیش کیں کہ کس نظام کے تحت لجنہ اماء اللہ کی تنظیم پروان چڑھے گی جو تقریباً سترہ،اٹھارہ نکات پر مشتمل تھیں۔

احمدی خواتین کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی سرکردگی میں جماعت کی خواتین تمام دینی اور قومی خدمات میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لیتی ہیں اور خواتین نے بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں بہرحال احمدی مستورات کے چندے سے مسجد فضل لندن کے علاوہ مسجد مبارک ہالینڈ،مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ان دونوں مساجد کا تمام خرچ احمدی خواتین کے چندہ سے ہوا۔لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر وغیرہ بھی لجنہ کے چندہ سے تعمیر ہوئے۔

ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے علاوہ اب لجنہ اماء اللہ ہر سال تین روزہ سالانہ اجتماع بھی منعقد کرتی ہے۔جس نے اب لجنہ اماء اللہ کی بڑی سرگرمیوں کے ایک مظہر کی صورت اختیار کرلی ہے۔اس اجتماع کے موقع پر مجلس شوریٰ ہوتی ہے جس میں سالانہ بجٹ کے علاوہ دنیا بھر کی لجنہ کے باہمی روابط کے ذرائع اور مقامی مجالس کی مشکلات پر غور وخوض کیا جاتا ہے۔لجنہ کی مساعی کی رپورٹ پیش ہوتی ہے۔اور اسی طرح اصلاحی اور علمی تقاریر کے مقابلوں کا پروگرام بڑا مفید اور دلچسپ ہوتا ہے۔غرضیکہ عورتوں کی بیداری اور ان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے میں اس اجتماع کو ایک نمایاں دخل ہوتا جا رہا ہے اور دن بدن اس کی دلچسپیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔

1928ء سے لجنہ اماء اللہ کی زیر نگرانی چھوٹی بچیوں کی بھی مجلس قائم ہوئی جس کا نام بعد میں حضور نے ’’ناصرات الاحمدیہ‘‘ رکھا۔اس مجلس میں سات سے پندرہ سال کی عمر کی بچیاں بطور ممبر شامل ہوتی ہیں،اپنے عہدیدار خود چنتی ہیں۔ابتدائے عمر سے بچیوں میں دینی اور علمی شوق پیدا کرنے کے لحاظ سے یہ مجلس مفید کام کر رہی ہے۔شروع سے بچیوں کی تربیت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ بڑی ہو کر جب لجنہ کی ممبر بنیں تو اپنے تجربہ اور تربیت کی بناء پر مجلس کی بہترین کارکن ثابت ہوں۔

چنانچہ قادیان کے چھوٹے سے قصبے سے شروع ہونے والی یہ عظیم تنظیم جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقی کے ساتھ زمین کے کناروں تک پھیل کر منظّم اور فعال ہے۔ الحمدللہ۔

غرضیکہ کی حضرت مصلح موعود کے بیان کردہ فرمودات کے پیش نظر یہاں برکینا فاسو کی لجنہ کو اور ناصرات الاحمدیہ کو اجتماع کے لیے تمام ریجنز میں تیاری کروائی گئی۔علمی مقابلوں کے لیے تقاریر، نظمیں اور اسلام اور احمدیت کے جنرل سوالات قرآن پاک ناظرہ اور حفظ قرآن کے مقابلے تیار کروائے گئے۔ برکینا فاسو کی نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ مادام عائشہ تروَرے نہایت محنتی مخلص اور پُر ہمت خاتون ہیں۔عیسائیت سے اسلام میں داخل ہونے والی اس خاتون کا دل اسلام احمدیت کی محبت سے پُر ہے۔وہ لجنہ اماء اللہ کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتی ہیں۔2004ء میں حضور انور کے دورہ برکینا فاسو کے موقع پر جو ہدایات آپ نے لجنہ کی مجلس عاملہ کو دیں نیز حضرت آپا جان کی مختلف نصائح اور کام کے متعلق راہنمائی سے صدر صاحبہ کے اندر بہت جوش ہے اور پھر گزشتہ سال جلسہ سالانہ u k میں شمولیت کے موقع پر حضور انور سے ملاقات ہونے اور حضور کی ان کے کام سے خوشنودی کی وجہ سے ،اور پھر احمدی معاشرہ کو قریب سے دیکھنے کے بعد پہلے سے زیادہ پر جوش نظر آتی ہیں۔لجنہ کو فعال اور اجتماع کو کامیاب بنانے میں انکا اہم رول ہے۔سرکاری ملازم ہونے کے باوجود وہ تمام ریجنز کے دورے کرتی رہتی ہیں اور لجنہ کو منظّم کرتی رہتی ہیں۔

تمام ملک سے لجنہ اماء اللہ کے وفود 3/فروری جمعۃ المبارک کی شام کو احمدیہ مشن واگا دوگو پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔برکینا فاسو جیسے ملک میں غربت کا تصور اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ مناسب کھانا نہ ملنے کی وجہ سے بہت سے لوگ تھوڑی سی مونگ پھلی ،تھوڑے سے beans کھا کر گزر بسر کرتے ہیں۔اس کے باوجود بہت سی خواتین بہت دُور دُور سے سفر کر کے آئی تھیں۔ نصف کرایہ مشن کی طرف سے ادا کیا گیا تھا لیکن جو علاقے 700،800 کلو میٹر دُور ہیں وہاں نصف کرایہ ادا کرنا بھی ہمت اور جذبے کا کام ہے پھر بھی مجموعی حاضری تقریباً 700 کے لگ بھگ تھی۔ملک کے شمال ،جنوب، مشرق،مغرب سے آنے والی یہ خواتین مختلف اقوام وقبائل سے تعلق رکھتی تھیں۔مختلف تمدن کی حامل تھیں۔لیکن احمدیت کے نام پر صرف ایک مقصد کے لیے مسجد مہدی میں جمع تھیں۔اسی دن بعد نماز عشاء مجلس شوریٰ کا اجلاس تھا۔برکینا فاسو کی لجنہ اماء اللہ کی یہ پہلی شوریٰ تھی۔

مجلسِ شوریٰ

شوریٰ کا اجلاس صدر لجنہ صاحبہ کی صدرات میں ہوا۔تلاوت قرآن پاک کے بعد صدر صاحبہ نے شوریٰ کا تعارف اور شوریٰ کا مقصد آداب مجلس شوریٰ اراکین مجلس کو بتائے۔اس کے بعد لجنہ اماء اللہ کے قیام کے اغراض و مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے لجنہ کو ان تمام بنیادی امور سے متعارف کروایا گیا جن کی خاطر اجتماعات منعقد کروائے جاتے ہیں۔اس کے بعد مختلف امور پر حاضرین مجلس نے آراء پیش کیں۔مجلس شوریٰ میں جو مسائل زیر بحث رہے ان میں بچوں کی تعلیم کا مسئلہ بنیادی اہمیت رکھتا تھا کہ کوئی احمدی بچہ تعلیم سے محروم نہ رہے۔ تعلیم بچہ کا بنیادی حق ہے اور یہ احمدی ماؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں خدا ،رسولؐ ،مسیح موعود اور خلفاء کی محبت اور اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کریں۔بچے کی مذہبی اور رواجی تعلیم دونوں پر توجہ دیں۔ کیونکہ یہاں غربت کی وجہ سے بہت سے بچے تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔

یہاں افریقی معاشرہ میں خواتین معیشت کا بنیادی کردار ہیں۔گاؤں کی عورت ہو یا شہر کی وہ کسی نہ کسی کاروباری سرگرمی میں ملوث ہوتی ہے۔چھوٹی موٹی کھانے پینے کی اشیاء بیچنے سے لے کر بڑے بڑے سرکاری عہدوں تک ہمیں زیادہ تر خواتین ہی نظر آتی ہیں۔چنانچہ اس مصروف زندگی میں سے وقت نکالنا ان کے لیے مشکل امر ہوتا ہے۔چنانچہ اس طرف توجہ مبذول کروائی گئی کہ احمدی مسلمان خواتین ہونے کی وجہ سے آپ ایک الگ کردار رکھتی ہیں مذہبی تعلیم اور مذہبی کاموں کی طرف بھی توجہ دیں اور اجلاسوں میٹنگز میں شامل ہوا کریں۔

اس کے علاوہ یہ کہ ہر احمدی کو شادیاں احمدیوں کے اندر کرنے کو رواج دینا چاہئے۔دراصل یہاں کے معاشرہ میں لڑکے لڑکیاں باہمی پسند اور ہم آہنگی کی بناء پر شادیاں کرتے ہیں مذہب کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی مسلمانوں، عیسائیوں، غیر مذاہب کی آپس میں شادیاں عام بات ہے۔مضبوط احمدی معاشرے کی بنیاد کے لیے ضروری ہے احمدی اولادیں محفوظ رہیں۔غیر احمدیوں میں شادی سے آئندہ نسلیں ضائع ہوتی چلی جائیں گی۔اس طرح احمدیت کی تبلیغ کے مثبت نتائج حاصل نہیں ہوسکیں گے۔

خواتین کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک کی گئی۔شہروں گاؤں میں تبلیغی کاموں میں مدد ومعاون ہوں۔جو لجنہ کی اراکین نماز، قرآن کریم پڑھنا جانتی ہیں وہ دوسری خواتین کو سکھائیں۔وہ بنیادی اسلام اور اخلاقیات پر تبلیغی لیکچر کریں۔

احمدی معاشرے میں قربانی کی روح پیدا کریں۔ انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی اہمیت کا بتائیں تا کہ چندہ کا سسٹم مروّج ہو۔اس کے بعد صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے لجنہ کے سالانہ چندے کی ہر ریجن کی فہرست پیش کی۔ چنانچہ واگا ڈوگو کی لجنہ پہلے نمبر پر اور tenkodogo دوسرے نمبر پر اور ouhaigouya تیسرے نمبر پر رہا۔ اسی طرح بعض ریجنل معاملات پر بحث کے بعد شوریٰ کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

پہلے دن کا اجلاس

بروز ہفتہ دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر اور درس، مہمانوں کے ناشتے وغیرہ سے فراغت کے بعد پہلے دن کے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک مادام تراورے نے کی۔اُس کے بعد فرانسیسی زبان میں ترجمہ قرآن پاک پیش کیا گیا۔اُس کے بعد عہد دُہرایا گیا۔اُس کے بعد صدر لجنہ صاحبہ کی افتتاحی تقریر ہوئی اور اس کا برکینا کی تین بڑی علاقائی زبانوں مورے، جولا،اور فلفلدے میں ترجمہ ہوا۔بعدہٗ ناصرات اور لجنہ اماء اللہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔پہلے ناصرات

کے مقابلے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے قرآن پاک ناظرہ کے مقابلہ جات شروع ہوئے۔ قرآن پاک ناظرہ کے لئے آخری پانچ سورتیں مقرر کی گئی تھیں۔ صحت تلفظ مقابلے کا معیار تھا۔ kaya region کی صفیہ ساوادوگو نے پہلی پوزیشن اور دوسری اور تیسری پوزیشن ouaga کی طوبیٰ ناصر اور نائلہ ریاض نے حاصل کی۔

مقابلہ حفظ قران کے لیے ناصرات کے لیے سورۃ فاتحہ اور آخری پانچ سورتیں مقرر تھیں۔ مقابلہ میں شامل سورتوں کا نام متعدد بار چھوٹی چھوٹی چٹوں پر لکھ کر ایک ٹوکری میں رکھ دیئے گئے تھے۔ ہر ناصرہ قرعہ اندازی کے طریقہ سے ٹوکری سے پرچی حاصل کرتی اور اس کے حصہ جو نام آتا وہ سورۃ سنا دیتی۔ چنانچہ اس مقابلہ میں بھی kaya کی صفیہ ساوادوگو نے پہلی پوزیشن اور ouaga کی ترورے مریم نے دوسری اور leo region کی فضّہ عامر نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

مقابلہ نظم حمدیہ اور نعتیہ موضوع پر تھا زیادہ تر ناصرات نے اپنی اپنی علاقائی زبانوں میں ترنم سے نظمیں پڑھیں۔ ایک اچھا دلچسپ مقابلہ تھا۔ اس مقابلے میں حاضرین کی دلچسپی بھی بھرپور تھی۔ مقابلۂ نظم میں پہلی پوزیشن ouaga کی عائشہ کرم بیری نے حاصل کی۔ دوسری اور تیسری پوزیشن Bobo Dioulasso کی آمنہ یارو اور سائرہ محمود نے حاصل کیں۔

تقریری مقابلہ کا موضوع ''اسلام'' تھا۔ تمام ناصرات نے بہت اچھی تیاری کی ہوئی تھی اور بہت ذوق شوق سے حصّہ لے رہی تھیں۔

بہترین تقاریر پر خواتین تکبیر کے نعرے بلند کرتی رہیں۔ پوری کاروائی کے دوران حاضرین کا بھرپور شوق وانہماک برقرار رہا۔ تقریری مقابلہ میں پہلی اور دوسری پوزیشن ouaga کی کرم بیری صفی اور نائلہ ریاض نے حاصل کیں۔ اور تیسری پوزیشن Bobo کی سائرہ محمود نے حاصل کی۔ اس کے ساتھ ہی ناصرات کے علمی مقابلے ختم ہوئے۔ اس کے بعد وقفہ برائے نماز ظہر وعصر وطعام ہوا۔

تقریباً چار بجے تلاوت قرآن پاک کے ساتھ دوسرے پہر کے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔ اب لجنہ اماء اللہ کے علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ سب سے پہلے قرآن پاک ناظرہ سنا گیا تلفظ کی ادائیگی مقابلہ کا معیار تھا۔ بعض خواتین نے اچھے ترنم کے ساتھ تلاوت کی۔ قران پاک ناظرہ میں پہلی اور دوسری پوزیشن ouaga کی ترورے یاسمین اور کرم بیری ساتا نے حاصلکی۔ تیسری Didgou region کی سیرے آسیہ نے حاصل کی۔

مقابلہ حفظ قرآن کے لیے لجنہ کے سیلیبس میں آخری دس سورتیں یاد کرنی تھیں۔ مقابلہ حفظ قرآن لجنہ بھی بذریعہ قرعہ اندازی سورتوں کا انتخاب کیا گیا۔ پہلی اور دوسری پوزیشن ouaga کی ودراگو خدیجہ اور کانازوئے ھاجرۃ نے حاصل کیں۔ تیسری پوزیشن Didgou ی ڈرابوسلمۃ کو ملی۔

مقابلہ نظم لجنہ بھی علاقائی زبانوں میں تھا۔ خوبصورت آواز اور لے کے ساتھ مقابلہ دلچسپ رھا۔ پہلی پوزیشن Bobo کی سیسے عائشہ نے اور دوسری اور تیسری پوزیشن banfora region کی ھیما سوروا اور ودراگو میمونہ نے حاصل کی۔

لجنہ کے تقریری مقابلہ کا موضوع بھی اسلام ھی تھا۔ سبھی تقاریر کافی معیاری تھیں۔ تقریری مقابلہ میں پہلی پوزیشن kaya کی سارادوگو میمونہ اور دوسری، تیسری پوزیشن ouaga کی انیلہ بھنو اور ودراگو خدیجہ نے حاصل کیں۔

لجنہ کے علمی مقابلوں کے ساتھ پہلے دن کی کارروائی نماز مغرب وعشاء کے بعد اختتام کو پہنچی۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد با جماعت سے ہوا۔ نماز فجر اور درس قرآن پاک کے فوراً بعد ہی صحت جسمانی کے مقابلہ جات شروع کروا دیئے گئے۔ ویسے تو برکینا فاسو میں سارا سال ہی گرمی پڑتی ہے لیکن دسمبر، جنوری نسبتاً معتدل موسم ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات صبح اور شام کے وقت کافی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ ہمارا اجتماع فروری میں ہو رہا تھا موسم کچھ بدل رہا تھا صبح کو تھوڑی بہت خنکی تھی جو سورج طلوع ہوتے ہی تپش میں بدل جاتی تھی سو ہم نے سوچا ٹھنڈے ٹھنڈے کھیلوں کے مقابلے جات کروا لئے جائیں۔

لجنہ اماء اللہ اور ناصرات ہر دو کے لیے کھیلوں کے چار، چار مقابلے رکھے گئے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے ناصرات کے کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔ ناصرات بہت جوش وخروش حصّہ لے رہی تھیں۔ 12 تا 15 سال کی ناصرات کی 60 میٹر کی دوڑ میں پہلے نمبر پر leo کی یاگو ھاجرۃ، دوسرے نمبر پر kaya کی ساوادوگو سالی اور Bobo کی ساوادوگو سالی تیسرے نمبر پر رہی۔

ریلے ریس میں kaya کی علیمہ ساوادوگو پہلے koudougou کی سلمۃ ٹونڈے دوسرے اور آمنہ گومانی tenkodogo تیسرے نمبر پر رہی۔

مینڈک دوڑ میں ترورے مریم ouaga پہلے نمبر پر اور ٹونڈے زاراۃ koudgou دوسرے اور ماماۃُ آنا dori تیسرے نمبر پر رہی۔

بوری دوڑ میں ماماۃ آنا dori پہلے اور یاگو ھاجرۃ Leo دوسرے اور kaya کی زینب ساوادوگو تیسرے نمبر پر رھی۔

اس کے بعد لجنہ کے events شروع ہوئے۔

80 میٹر کی دوڑ لجنہ 16 تا 26 سال میں ساوادوگو فاطمہ ouaga پہلے نمبر پر ودراگو زینب Leo دوسرے نمبر پر اور ساوادوگو بنت dori تیسرے نمبر پر رھی۔

80 میٹر دوڑ لجنہ 26 تا 40 سال میں بالیمۃ آسیۃ tenko dogo پہلے نمبر پر ساوا دوگو میمونۃ kaya دوسرے اور کونگو سالا tenkodogo تیسرے نمبر پر رہی۔ لیموں دوڑ جس میں ایک چمچ جس میں لیموں رکھا گیا تھا اس چمچ کو منہ میں رکھ کر بھاگنا تھا اور لیموں کو گرنے سے بچانا تھا۔ اس دوڑ میں ترورے فاطمۃ Niangoloko پہلے نمبر پر اور کابورے میناۃ koudogou دوسرے اور ودراگو مریم ouaga تیسرے نمبر پر رہیں۔ میوزیکل chairs میں زانگو فاتی koudgou پہلے نمبر پر اور بانو ورو کرو تمی nianloko دوسرے نمبر پر کندے میمونہ Banfora تیسرے نمبر پر رہیں۔ چنانچہ اس طرح صحت جسمانی کے مقابلہ جات ختم ہوئے۔

ناشتہ کے بعد تقریباً دس بجے دوسرے دن کی کاروائی مسجد مہدی واگادوگو میں شروع ھوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ھوا جو مادام شازیہ اکرم نے خوش الحانی سے پیش کی۔ اس کے بعد علمی اور جسمانی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ اور ناصرات میں اُن کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات تقسیم کیے گئے۔ انعامات کی تقسیم مختلف regions کی صدران، سیکرٹریان، اور ریجنل مبلغین کی بیگمات نے کی۔

اس طرح یہ اجتماع صدر لجنہ اماء اللہ کے اختتامی خطاب کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ صدر صاحبہ نے اپنے خطاب میں اجتماع پر آنے والی مختلف مقابلوں میں حصہ لینے والی لجنہ کا شکریہ ادا کیا لجنہ وناصرات کو مزید منظّم ہونے کی تلقین کی۔ اور سب اجتماع کے بعد خیر خیریت سے اپنے گھروں کو پہنچیں کی دعا کے ساتھ سب کو اللہ حافظ کہا۔ دعا اور نماز ظہر و عصر کے بعد اجتماع کی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

میڈیا کوریج

لجنہ اماء اللہ کے اس اجتماع کو بھرپور طریقہ سے ٹیلیوژن برکینا نے اجتماع کے دونوں دن اپنے خبرنامے میں کافی لمبی اور تفصیلی طور پر نشر کیا جس میں جماعت احمدیہ کے تعارف کے علاوہ لجنہ کا تعارف اور اجتماع کے بہت سے clips دکھائے گئے اس کے علاوہ صدر صاحبہ لجنہ کا انٹرویو بھی نشر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ برکینا فاسو کا یہ دوسرا سالانہ اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا، ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو فتوحات عطا فرماتا جائے اور ہماری حقیر کوششیں اسکے حضور قبول ہوں آمین۔

❀❀❀❀❀❀

نارتھ ڈکوٹا (North Dekota) امریکہ میں جلسہ عام میں تبلیغ اسلام

(رپورٹ : سید ساجد احمد۔ فارگو، نارتھ ڈکوٹا)

نارتھ ڈکوٹا (North Dakota) امریکہ کے وسطی شمال میں کینیڈا کی سرحد کے ساتھ ٦ لاکھ کی آبادی پر مشتمل شرقاً غرباً ساڑھے تین سو میل لمبی اور شمالاً جنوباً دو سو میل چوڑی ریاست ہے۔ گو اس ریاست میں وقتاً فوقتاً احمدی آباد رہے ہیں، لیکن اس سال پہلی بار مولانا مبشر احمد صاحب جو امریکی جماعت کے گریٹ لیکس ریجن (Great Lakes Region) کے مبلغ ہیں اور اس علاقے کے مرکزی مقام شکاگو (Chicago) میں مقیم ہیں، نارتھ ڈکوٹا کے شہر فارگو (Fargo) میں تشریف لائے اور ایک جلسے میں احمدیت کے نظریات اہل علم کے سامنے پیش کئے۔ فارگو نارتھ ڈکوٹا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

3/اپریل 2006ء کو آپ کارڈینل مؤنچ موناسٹری (Cardinal Muench Monastery) دیکھنے گئے۔ اس میں تعلیم کے لئے کلاس رومز کے ساتھ ہی طلبا کی رہائش کے کمرے ہیں، کھانے کے لئے بہت بڑا ہال، ورزش کے لئے سہولتیں، کئی مختلف ضرورتیں پوری کرنے والے کمروں کے علاوہ مہمان پادریوں کے لئے اعلیٰ درجہ کے ہوٹل کی طرح کے مہمان خانے اور ایک چھوٹے چرچ کے علاوہ ایک بہت بڑا چرچ بھی ہے۔ لیکن اتنی سہولتوں کے باوجود پچھلے سال آٹھ طلبا تھے اور امسال پندرہ۔ مولانا مبشر احمد صاحب نے ان کی لائبریری بھی دیکھی اور لائبریرین نے اسلام پر کتابیں قبول کر کے رکھنے کا وعدہ کیا۔ احمدیہ لٹریچر کا ایک سیٹ انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ عشرہ میں لائبریری میں پہنچانے کا فوری انتظام کیا جا رہا ہے۔

شام کو ایک پاکستانی ڈاکٹر اور ایک ترکی پروفیسر کے خاندانوں کے ساتھ عشائیہ تھا، جس میں احمدیت اور اسلام کے بارے میں رات گئے تک گفت وشنید ہوتی رہی۔

14/پریل کو نارتھ ڈکوٹا یونیورسٹی میں آپ نے تخلیق میں تدریج کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر پر تقریباً چالیس منٹ تک تقریر فرمائی، جس میں تیس سے زیادہ غیر مسلم اور غیر احمدی سامعین نے شرکت کی۔ سامعین کی زیادہ تر تعداد یونیورسٹی کے پروفیسروں پر مشتمل تھی۔ تقریر کے بعد ایک گھنٹے تک سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔ نجات کے بارے میں اسلامی اور مسیحی نظریات کے موازنے پر ایک صاحب نے برملا اسلامی نظریئے کی برتری کا سرعام اظہار کیا۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب Revelation Rationality, Knowledge and Truth کو کمپیوٹر سی ڈی (CD) کی صورت میں مہیا کیا گیا جسے گیارہ سامعین استفادہ کے لئے لے گئے۔ یہ سیڈیاں مکرم عبدالرفیق صاحب جدران نے تیار کی تھیں۔ اس دورے کا اہتمام ڈاکٹر محمد عبدالخالق صدر جماعت احمدیہ سینٹ پال منیسوٹا (St. Paul, Minnesota) نے کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

❀❀❀❀❀

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 2

ہے۔سیکرٹری صاحب جائیدا د نے بتایا کہ اس وقت تک جماعت 43.7 ہیکٹرز مین حاصل کرچکی ہے۔

جماعتی جائیدادوں اور سنٹرز کی حفاظت کے سلسلہ میں حضورانور نے بعض امور کے جائزے لئے اور انتظامی ہدایات سے نوازا اور بعض مزید جائزے لینے کی ہدایت فرمائی۔

محاسب سے بھی حضورانور نے ان کے کام کے بارہ میں رپورٹ طلب فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

نیشنل مجلس عاملہ انڈونیشیا کے ساتھ یہ میٹنگ شام سات بجکر دس منٹ تک جاری رہی۔میٹنگ کے آخر پر مجلس عاملہ کے ممبران نے حضورانور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سنگاپور کی حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ

نیشنل مجلس عاملہ انڈونیشیا کی میٹنگ کے بعد سوا سات بجے نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سنگاپور کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضورانور نے لجنہ کی تمام عہدیداران سے ان کے شعبوں اور کام کا جائزہ لیا اور مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا ان کے آئندہ کے پروگراموں کا بھی جائزہ لیا اور تفصیلی ہدایات سے نوازا اور ان کی رہنمائی فرمائی۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سنگاپور کے ساتھ یہ میٹنگ رات پونے نو بجے تک جاری رہی۔اس میٹنگ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ میں نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

9/اپریل2006ء بروز اتوار:

صبح سوا چھ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے جماعت کے مرکز مسجد طٰہٰ تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق ملاقاتیں شروع ہوئیں۔انڈونیشیا، ملائشیا اور سری لنکا سے آنے والی 127 فیملیز کے 641 افراد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور حضورانور نے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ ملاقاتوں کے بعد دو بج کر 40 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لے جاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سنگاپور، انڈونیشیا اور ملائشیا کے واقفین نو بچوں اور بچیوں کی مشترکہ کلاس

چار بج کر 25 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے مسجد طٰہٰ تشریف لائے جہاں چار بج کر 35 منٹ پر سنگاپور، انڈونیشیا اور ملائشیا کے واقفین نو بچوں اور بچیوں کی مشترکہ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم محمد زید رمضان نے کی اور بعد میں اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم مدثر احمد مبشر نے کلام طاہر سے نظم ؎

دیار مغرب سے جانے والو دیار مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منتظمین کو ہدایت فرمائی کہ جب چھوٹا پروگرام ہو اور ایک دو نظمیں ہوں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم سب سے پہلے ہونی چاہئے۔حمد باری تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپ کی نظمیں ہیں، عربی قصیدہ ہے ان سے انتخاب کیا جاسکتا ہے۔

دو بچوں نے مل کر ایک دعا پیش کرنی تھی۔ یہ بچے کسی وجہ سے تیار نہ ہوسکے تو اس پر حضورانور نے منتظمین کو ہدایت فرمائی کہ ان کا متبادل ہونا چاہئے۔

حضورانور نے منتظمین سے دریافت فرمایا کہ آپ کی کلاسز ہفتہ میں ایک یا دو بار ہوتی ہیں۔حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے پروگراموں کو بہتر رنگ میں آرگنائز کریں۔

اس کے بعد عزیزم محمد مظفر رضوان آف سنگاپور نے تقریر کی اور حضور انور کو سنگاپور میں خوش آمدید کہا اور ایک واقف نو بچہ کی حیثیت سے بتایا کہ مَیں کیا کیا کام کرتا ہوں۔ چونکہ اس بچہ کی تقریر قریباً ایک ڈیڑھ منٹ کی تھی جس پر حضورانور نے فرمایا کہ بہت مختصر تقریر کی ہے۔

بعد ازاں عزیزم فہیم احمد الستار آف ملائشیا نے سورۃ الزلزال کی تلاوت کی اور اس کا چینی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم رضوان احمد آف انڈونیشیا نے انگریزی زبان میں تقریر کی۔حضور نے اس بچے کو فرمایا کہ انڈونیشین زبان میں بھی تقریر کریں جس پر اس بچے نے انڈونیشین زبان میں بھی تقریر کی اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ملاقات کے بارہ میں بتایا۔

حضور نے فرمایا: اب کوئی انڈونیشین بچہ آکر انڈونیشیا جماعت کا تعارف کروائے جس پر ایک واقف نو طالبعلم نے انڈونیشین زبان میں جماعت کے حالات بتائے۔حضورانور نے اس طفل سے فرمایا کہ تم وہی ہو جو ڈاکٹر بن رہے ہو۔کتنے سال مکمل ہوچکے ہیں۔جس پر اس طالبعلم نے بتایا کہ تین سال مکمل ہوچکے ہیں اور ابھی مزید دو سال باقی ہیں۔جس پر حضور نے فرمایا کہ یہ ہمارا پہلا وقف ڈاکٹر انڈونیشیا سے ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا کہ جب آپ ڈاکٹر بن جائیں تو پھر آپ انڈونیشیا نہیں رہیں گے۔ جہاں جماعت کو ضرورت ہوگی وہاں بھجوائے گی۔افریقہ میں ضرورت ہوسکتی ہے۔اس پر طالبعلم نے جواب دیا حضور جہاں چاہیں بھجوائیں۔

اس کے بعد ایک انڈونیشین بچے نے انگریزی زبان میں تقریر کی۔

حضور انور نے تینوں ممالک سنگاپور، انڈونیشیا اور ملائشیا کے سیکرٹریان وقف نو سے ان ممالک میں واقف نو بچوں اور بچیوں کی تعداد اور کلاسز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے انڈونیشیا کے سیکرٹری وقف نو سے دریافت فرمایا کہ کیا انڈونیشیا کی تمام ریجنز میں واقف نو کلاسز ہوتی ہے؟ کونسا سلیبس پڑھایا جاتا ہے؟۔کیا سلیبس کی چاروں کتب کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ ہوچکا ہے؟

پروگرام کے آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ اور کھانے کی اشیاء پر مشتمل پیکٹ عطا فرمائے۔

حضورانور نے آج کی کلاس کے منتظمین سے فرمایا کہ آپ نے اس کلاس کی تیاری نہیں کی تھی۔حضورانور نے فرمایا: MTA پر واقفین نو بچوں کی کلاسز نشر ہوتی ہیں۔مختلف ممالک کی کلاسز ہوتی ہیں۔ان کلاسز کو دیکھیں اور ریکارڈنگ کریں۔ پھر اس کے مطابق اپنی کلاسز منعقد کریں اور اس معیار کو اپنائیں۔واقفین نو کی یہ کلاس پانچ بج کر بیس منٹ تک جاری رہی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبلغین کے ساتھ میٹنگ

پانچ بجکر پچیس منٹ پر سنگاپور، ملائشیا، انڈونیشیا، کمبوڈیا اور پاپوا نیوگنی کے مبلغین اور معلمین کی اجتماعی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔

حضور انور نے انڈونیشیا کے مبلغین اور معلمین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ انڈونیشیا کے جماعتی حالات آپ کے سامنے ہیں۔تبلیغی پروگراموں میں مبلغین کو جماعتوں کی رہنمائی اور مدد کرنی چاہئے۔آپ براہ راست Involve نہ ہوں۔لیکن متعلقہ شعبوں اور داعیین الی اللہ کی رہنمائی کریں۔حضور انور نے فرمایا کہ مبلغ انچارج کی طرف سے بڑا تبلیغی پروگرام مل جاتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔مجلس شوریٰ میں Outline بن جاتی ہے۔پھر تفصیل میں جاکر تفصیلات طے کرنی ہوتی ہیں یہ مبلغین کا کام ہے۔لوگوں کی ٹیمیں بنائیں جو غیروں سے ذاتی رابطے کریں اور تعلق بنائیں اور حکمت کے ساتھ پیغام پہنچاتے رہیں۔مبلغین ان کی رہنمائی کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تحریک تھی کہ Active داعیان الی اللہ چنے جائیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صرف تعداد نہ ہو بلکہ مستعد اور فعال ہونا ضروری ہے۔جن داعیین الی اللہ نے رابطہ نہیں کیا اور کوئی کام نہیں کیا ان کا نام فہرست سے کاٹ دینا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے یہ چاہئے کہ کتنے ایسے ہیں جو Active ہیں اور کام کررہے ہیں۔حضور نے فرمایا اگر پھل نہیں مل رہا، نتیجہ نہیں نکل رہا تو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ ان کے کتنوں سے رابطے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ تھکنے والی بات نہیں ہے۔ مسلسل کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ بعض زمینیں چٹیل ہوتی ہیں۔لوگ مادیت کی طرف جھکے ہوتے ہیں۔ان سے دس سال بھی روابط رکھیں گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔اسی طرح بعض صرف بحث برائے بحث کرتے ہیں۔ان سے سال بھر بھی بحث کرتے رہیں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔حضور انور نے فرمایا کہ ایسے لوگوں سے ویسے تعلق بے شک رکھیں، انہیں تبلیغ کا ٹارگٹ نہیں رکھنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: داعیین الی اللہ کو یہ علم ہونا چاہئے کہ ان کا دوست جس سے ان کا تبلیغی رابطہ ہے اس کو مذہب سے دلچسپی بھی ہے یا نہیں۔یا اس کا یہ رجحان ہے کہ جب بھی اسے سمجھ آئے گی وہ قبول کرے گا۔

حضور انور نے فرمایا ہے کہ زیادہ رابطہ ہو تو چھ ماہ میں پتہ لگ جاتا ہے اور اگر کم رابطہ ہو تو سال بھر میں پتہ لگ سکتا ہے کہ یہ زیر تبلیغ دوست کیسا ہے اور اس کا رجحان کیا ہے۔ حضور نے فرمایا: دو چار باتوں سے پتہ لگ جاتا ہے کہ دین کا کس حد تک درد ہے اور اگر کوئی مخالفت کررہا ہے تو کس وجہ سے کررہا ہے۔مولویوں کے پیچھے لگ کر کہہ رہا ہے یا بذات خود کررہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: سارے حالات دیکھ کر آپ کو تبلیغ کے بارہ میں احباب کی رہنمائی کرنی چاہئے۔حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ چھوٹی جگہوں کا جائزہ لے کر تبلیغ کرنی چاہئے کہ کیا یہاں کوئی فائدہ ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے سنگاپور کے مبلغ سے فرمایا کہ سنگاپور میں بھی یہی حالات ہیں۔آپ بھی انہی ہدایات کے مطابق پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: پھر جماعت کا لٹریچر ہے۔بعض جگہوں پر تو مخالفین نے خود ہی ہمارا تعارف کردیا ہے۔حضور نے فرمایا: جماعت کا ایک ایسا بروشر/پمفلٹ ہونا چاہئے۔ جس میں یہ ذکر ہو کہ ہمارا ایمان کیا ہے۔ہم کس کس چیز پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارے عقائد کیا ہیں۔لٹریچر کی اشاعت کے بارہ میں امیر صاحب انڈونیشیا نے بتایا کہ موجودہ حالات میں مختلف احباب اپنے ناموں سے لٹریچر/کتب شائع کرتے ہیں تو بہت فروخت ہوتا ہے۔مثلاً جہاد کے بارہ میں شائع ہوا۔جماعت پر اعتراضات کے جوابات شائع ہوئے تو بہت فروخت ہوا۔

حضور نے فرمایا کہ پہلے یہ چیز ذہنوں میں ڈالنے والی ہے کہ مُلّاں غلط کہتا ہے۔حضور نے فرمایا کہ ذاتی رابطے اور تعلقات بڑھیں گے اور غلط فہمیاں دور ہوں گی تو پھر گرم لوہے کو جس طرح چاہیں موڑ لیں گے۔

حضور نے فرمایا: جس جس علاقہ میں احمدی ہیں وہاں یہ احمدی پتہ کریں کہ کون کون سے لوگ لٹریچر سے متأثر ہوئے ہیں پھر ان سے رابطہ کریں۔حضور نے فرمایا: رابطے کرنے ضروری ہیں۔آپ نے ڈر کر بیٹھ نہیں جانا۔

حضور انور نے فرمایا اس طرح ملائشیا میں بھی کام کریں اور سنگاپور میں بھی کام کریں اور سنگاپور میں لٹریچر بکسٹال پر رکھوائیں۔

حضور انور نے تربیت کے تعلق میں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں اور رابطہ میں نہیں ہیں ان سے رابطے بحال کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے رابطہ تو ہوتا ہے لیکن وہ غلط باتوں میں پڑ جاتے ہیں۔ان سے مستقل تعلق ہونا چاہئے اور ان کے لئے تربیتی پروگرام ہوتے رہنے چاہئیں۔اسی طرح ایک تربیت تو نومبائعین کی ہے کہ ان کو ہم نے جماعت کے نظام میں کس طرح لے کر آنا ہے اور ان کے لئے تربیتی پروگرام بنانے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مبلغین کو تربیت کے موضوع پر مہینہ میں ایک خطبہ دینا چاہئے کہ اسلام کی کیا حالت تھی، کس طرح لوگ بگڑ گئے اور اسلامی تعلیم کو بھول گئے۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔آپ نے جو اسلامی تعلیمات بیان کیں اور جس پر ہمارے بزرگ قائم رہے اور انہوں نے اپنے پاک نمونے چھوڑے ہمیں ان بزرگوں کے ان نمونوں پر چلنا چاہئے۔حضور انور نے فرمایا کہ نوجوان بازاروں میں پھر رہے ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر اندازہ ہوجاتا ہے اور پتہ لگ جاتا ہے کہ ان کے رویّہ اور کردار میں جماعتی روایات کا اظہار ہے یا نہیں تو ان کی تربیت کریں اور اپنے تربیتی خطبات میں ان امور کو مدنظر رکھیں۔ماحول سے پتہ چل جاتا ہے کہ کن چیزوں میں تربیت کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جو لوگ بالکل ہٹے ہوئے ہیں ان سے ذاتی رابطے کئے جائیں۔ان لوگوں کے جو دوست ہیں ان کے ذریعہ ان پر اثر انداز ہوا جائے کہ یہ لوگ کم از کم جماعت سے رابطہ کرسکیں اور نظام سے منسلک ہوجائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ نومبائعین کے لئے تربیتی پروگرام بنانا اور ان کو نظام میں شامل کرنا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل ہوتے ہیں ان میں اختلاف کی وجہ سے بعض نئے آنے

والے مسئلہ بنالیتے ہیں اوراس وجہ سے بعض اُکھڑ بھی جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: بیعت کرنے والا بیعت تو کرلیتا ہے اور بیعت کروانے والا یہ تو بتادیتا ہے کہ مسیح ومہدی آچکے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتا کہ آپ کا مقام کیا ہے اور آپ نبی کس حیثیت میں ہیں۔حضور انور نے فرمایا بعد میں کئی اس وجہ سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔حضور نے فرمایا: یہ باتیں شروع سے ہی تبلیغ کرتے ہوئے بتانی چاہئیں۔

حضور نے فرمایا: جہاں نئی جماعتیں بنی ہیں وہاں مبلغین کو زیادہ سے زیادہ دورے کرنے چاہئیں۔اور مبلغین کو مالی قربانی کی طرف توجہ بھی دلاتے رہنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: مبلغین کو ہر چھٹا خطبہ مالی قربانی کی اہمیت پر دینا چاہئے ۔ اور چوتھا یا پانچواں خطبہ نمازوں پراور عبادت پر ہونا چاہئے۔ اور لوگوں میں یہ روح پیدا کی جائے کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنی ہیں اور جو پانچ وقت کی نمازیں پہلے ہی ادا کرتے ہیں انہوں نے باجماعت ادا کرنی ہیں۔

حضور انور نے مبلغین کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ ذیلی تنظیموں میں دخل اندازی تو نہیں کرسکتے لیکن ان کی رہنمائی کرسکتے ہیں کہ کس طرح کام کریں اور اپنے پروگرام بنائیں۔خدام کو کس طرح مسجد لے کرآئیں اور عورتیں کس طرح اپنے بچوں کو مسجد لے کرآئیں اور مسجد سے ان کا تعلق جوڑیں۔

حضور انور نے فرمایا: مبلغین مالی طور پر Involve نہیں ہوتے ، چندے اکٹھے نہیں کرتے ۔کسی مالی معاملہ کو کسی مربی نے اپنے ہاتھ میں نہیں لینا سوائے اس کے کہ امیر جماعت نے کسی مربی کے سپرد کوئی خاص ڈیوٹی لگائی ہو۔اوراس بات کا عاملہ کو بھی پتہ ہو کہ مربی کے سپرد امیر جماعت کی طرف سے یہ خاص کام ہوا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر سیکرٹری مال کسی مربی کو کہتا ہے کہ چندوں کی یہ رقم ہے اسے رکھ لیں تو مربی کو اسے یہ کہنا چاہئے کہ صدر جماعت کے سپرد کریں یا بنک میں جمع کروائیں۔

حضور نے فرمایا: اگر آپ کہیں دیکھیں کہ اخراجات صحیح طریق پر نہیں ہو رہے تو امیر جماعت کو یا مرکز کو اطلاع کردیں۔

کمبوڈیا کے مبلغ سلسلہ کو حضور نے فرمایا کہ کمبوڈیا جماعت کے حالات مختلف ہیں۔وہاں مبلغ نے ہی سارا کام سنبھالنا ہے۔فرمایا: آپ سارا حساب رکھیں اور ایک ایک پائی کا حساب رکھیں۔اگر غلطی ہوئی تو پھر گرفت بھی ہوگی۔

حضور نے مبلغین کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ فقہی امور کے بارہ میں جواب نہیں دینا بلکہ مجلس افتاء سے جواب لینا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر مبلغین کو بعض انتظامی امور کے بارہ میں ہدایات دیں اور موقع پر بعض فیصلے فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کوئی ایسا کام جو پالیسی میٹرز سے تعلق رکھتا ہے اس میں بغیر نیشنل امیر کے مشورہ کے کوئی قدم نہیں اٹھانا اور امیر مرکز سے مشورہ کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھائے گا۔ پالیسی میٹرز میں براہ راست کسی نے کوئی دخل نہیں دینا۔کسی معاملہ میں کسی دوسرے فریق کو چیلنج دینا کسی مبلغ، مربی کا کام نہیں ہے۔کسی کا اتنا مقام ہے کہ وہ چیلنج دے تو اس کے مقام کو دیکھتے ہوئے کہ اس کی اجازت دینی ہے یا نہیں اس بارہ میں مرکز فیصلہ کرے گا۔

کمبوڈیا کے بارہ میں حضور انور کو بتایا گیا کہ یہاں ہیومینٹی فرسٹ رجسٹرڈ ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ وہاں نلکا لگانے اور سولر سسٹم کا جائزہ لیں ۔ اسی طرح دیہات میں مساجد کی تعمیر اور پرائمری سکول کی تعمیر کا بھی جائزہ لیں اور واپس جاکر رپورٹ بھجوائیں۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ حالات کے مطابق خود رستے تلاش کریں ۔ جو پیچھے ہٹے ہوئے ہیں اور جن سے رابطے نہیں ہیں ان کو واپس لانا ہے۔ پرانے احمدیوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور نئے آنے والوں کی بھی تربیت کرنی ہے۔

مبلغین کے ساتھ یہ میٹنگ چھ بج کر 35 منٹ پر ختم ہوئی۔

میٹنگ کے اختتام پر حضور انور نے تمام مبلغین اور معلمین کو قلم عطا فرمائے۔مبلغین نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

اس کے بعد چھ بج کر چالیس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سنگاپور، ملائشیا اور انڈونیشیا کی اجتماعی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شروع ہوئی۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کے ساتھ میٹنگ

حضور انور نے دعا کروائی اور سب سے پہلے نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کے عہدیداران کا تعارف حاصل کیا اور ان کے کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

مہتمم تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ سال میں خدام الاحمدیہ انڈونیشیا نے کتنی بیعتیں کروائی ہیں۔ حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو نئی بیعتیں ہوئی ہیں ان سے مستقل رابطہ رکھیں۔

مہتمم تربیت سے حضور انور نے فرمایا کہ تربیت کا کیا پروگرام بنایا ہے ۔حضور انور نے فرمایا کہ اپنے خدام کی ٹریننگ اور تربیت کے لئے پروگرام بنائیں۔تربیتی کلاسز کا انعقاد کریں۔ جائزہ لیں کہ کتنے خدام جمعہ پر آتے ہیں ۔ نمازوں کے لئے مسجد میں کتنے خدام آتے ہیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کتنے خدام کرتے ہیں ۔حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس یہ سب Figures ہونے چاہئیں۔ حضور انور نے فرمایا : نماز باجماعت کی ادائیگی سب سے بنیادی بات ہے اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔ پھر گزشتہ سالوں کے سب نومبائعین سے رابطہ بھی کریں۔

مہتمم اشاعت سے حضور انور نے خدام الاحمدیہ کے رسالہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔انڈونیشیا میں خدام الاحمدیہ کا ماہانہ رسالہ باقاعدگی سے نکلتا ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سنگاپور کے ساتھ میٹنگ

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سنگاپور کے مہتممین سے حضور انور نے ان کے کام کی رپورٹ حاصل کی اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ سنگاپور سے خدام کی تعداد دریافت کی اور معتمد کو ہدایت فرمائی کہ اپنی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے مجھے بھجوایا کریں۔

مہتمم مال سے حضور انور نے خدام کے بجٹ ، چندہ دہندگان کی تعداد اور چندہ کے معیار کا جائزہ لیا۔حضور انور نے فرمایا جو خدام چندہ ادا نہیں کر رہے ان سے ذاتی رابطہ کرکے ان کو توجہ دلائیں۔

مہتمم تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تبلیغ کا کیا پروگرام ہے ۔ اپنا پروگرام کس طرح بناتے ہیں ۔حضور انور نے بیعتوں کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔ مہتمم تبلیغ نے بتایا کہ خدام اپنے دوستوں سے رابطہ کرکے تبلیغ کرتے ہیں۔

مہتمم تربیت سے حضور انور نے رپورٹ طلب فرمائی کہ کتنے خدام نمازوں پر آتے ہیں۔مغرب وعشاء میں خدام کی حاضری کیا ہوتی ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ اگر خدام مسجد سے دور رہتے ہیں تو ان کے علاقوں میں نماز سنٹر قائم کریں تاکہ یہ نماز باجماعت میں شامل ہوں۔حضور انور نے فرمایا کہ سنگاپور ایک چھوٹا ملک ہے ۔اگر آپ یہاں جذبہ سے ، جوش سے اور ولولہ سے خدمت دین کریں تو سارے ملک کو احمدیت میں لاسکتے ہیں۔

مہتمم اطفال سے حضور انور نے اطفال کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور یہ بھی دریافت فرمایا کہ کیا اطفال کی میٹنگ مہینہ میں ایک یا دو مرتبہ کرلیتے ہیں؟ ۔حضور انور نے اطفال کی باقاعدہ میٹنگ کرنے کے لئے ہدایت فرمائی۔

مہتمم اشاعت سے حضور انور نے خدام کے رسالہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

مہتمم خدمت خلق کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ خدام ہسپتالوں کا وزٹ کیا کریں۔ بوڑھوں کا حال پوچھیں اور ان کو تحفہ وغیرہ دے دیا۔اس طرح رابطہ اور تعلق بڑھتا ہے۔

مہتمم وقار عمل سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اب واپس جانے کے بعد مسجد کا ایریا صاف کریں گے اور سارا سامان وغیرہ سمیٹیں گے۔

مہتمم صحت جسمانی سے حضور انور نے خدام کی کھیلوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ملائشیا کے ساتھ میٹنگ

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سنگاپور کے بعد نیشنل مجلس عاملہ ملائشیا کے عہدیداران سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور نے صدر صاحب مجلس خدام لاحمدیہ ملائشیا سے خدام کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور اسی طرح اطفال کی تجنید کے بارہ میں بھی رپورٹ طلب فرمائی۔

معتمد اور مہتمم تجنید سے حضور انور نے خدام کی مجالس کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت دی کہ اپنی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے مجھے بھجوایا کریں۔

مہتمم صنعت وتجارت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ خدام کو بزنس میں جانے کی بجائے مزید تعلیم کے حصول کے لئے یونیورسٹی میں جانا چاہئے۔اس بارہ میں جائزہ لیں اور باقاعدہ پلان بھجوائیں۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ سبا(Saba) سے حضور انور نے ’سبا‘ کی مجالس اور خدام کی تعدا د کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

مہتمم تعلیم و مہتمم تربیت کا عہدہ ایک ہی خادم کے پاس تھا۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تعلیم اور تربیت دونوں علیحدہ علیحدہ عہدے ہیں اور یہ علیحدہ علیحدہ افراد کے پاس ہونے چاہئیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تربیت کے تحت تربیتی کلاسز کا انتظام کرتے ہیں؟ کتنے خدام نماز پڑھتے ہیں، کتنے خدام روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو ملک کی تمام مجالس سے رپورٹ حاصل کرنی چاہئے۔حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ خدام کو پانچوں نمازیں باقاعدہ پڑھنی چاہئیں۔ اور کوشش یہی ہونی چاہئے کہ باجماعت پڑھی جائیں۔حضور انور نے فرمایا اگر کسی جگہ مسجد نہیں ہے اور دو تین خدام ہیں تو باجماعت نماز پڑھیں۔

حضور انور نے شعبہ تعلیم کے حوالہ سے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب یا جماعتی کتب کا خدام سے امتحان لیں۔ باقاعدہ نصاب مقرر ہو جس کا امتحان ہو۔ خدام کو پرچہ بھجوائیں اور ان کے جوابات حاصل کریں۔

مہتمم تبلیغ سے حضور انور نے خدام کے تحت ہونے والی بیعتوں کی رپورٹ طلب فرمائی۔حضور انور کو بتایا گیا کہ ایک نومبائع سنگاپور آئے تھے اور حضور انور سے ملاقات بھی کی ہے۔حضور انور نے فرمایا: آپ کے جو نومبائعین فلپائن گئے ہیں ان کے Contact فلپائن جماعت کو بھجوائیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے جن نومبائعین سے رابطے ختم ہوئے ہیں وہ اس لئے ختم ہوئے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ In Contact نہیں تھے۔آپ نے ان سے رابطہ نہیں رکھا۔فرمایا: تمام نومبائعین سے مضبوط رابطہ رکھیں۔

شادیوں کے اس ذکر پر کہ بعض احمدی نوجوان غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ آپ احمدی نوجوانوں میں یہ روح پیدا کریں کہ ان عورتوں سے شادی کرکے اپنی Progeny ضائع نہ کریں۔حضور انور نے فرمایا: آپ کا خدام سے مضبوط رابطہ اور Contact ہونا چاہئے۔مشن اور مسجد سے مضبوط تعلق اور رابطہ ہو۔

تینوں ممالک کی ذیلی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ کے ساتھ یہ میٹنگ ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔

میٹنگ کے اختتام پر حضور انور نے تمام ممبران کو قلم عطا فرمائے اور تینوں مجالس عاملہ نے علیحدہ علیحدہ حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ ہوٹل Grand Mercure Roxy تشریف لے گئے۔

تقریب عشائیہ میں شرکت

آج پروگرام کے مطابق رات نو بجے اسی ہوٹل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔جس میں سنگاپور ،انڈونیشیا، ملائشیا، پاپوانیوگنی، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، فلپائن، سری لنکا اور برونائی سے آنے والے مبلغین، معلمین اور جماعتی عہدیداران شامل ہوئے ۔ اس تقریب میں علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ Mr.Andy Gan Lai Chang اور Mr. Mrchew Siong Hee چیئرمین ماؤنٹ بیٹن کمیونٹی کلب مینجمنٹ کمیٹی بھی شامل ہوئے ۔ اسی طرح انڈونیشیا سے خصوصی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی غرض سے تشریف لانے والے جماعت کے ایک مخلص اور تعاون کرنے والے دوست پروفیسر ڈاکٹر دوام Raharoj بھی شامل ہوئے۔موصوف انڈونیشیا میں محمدیہ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔

اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔جس کے بعد مکرم عبدالعزیز صاحب نیشنل پریذیڈنٹ جماعت سنگاپور نے حضور انور اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مختصر الفاظ میں اس تقریب کے انعقاد کے بارہ میں بتایا۔

کھانے کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، پروفیسر دوام اور ممبر پارلیمنٹ Andy Gan Lai Chang سے گفتگو فرماتے رہے۔اس تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ دونوں مہمانوں کو شیلڈ بطور تحفہ عطا فرمائیں۔آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ رات سوا دس بجے یہ تقریب عشائیہ اپنے اختتام کو پہنچی۔

نائٹ سفاری پارک کا وزٹ

ملک سنگاپور کو ایک یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ

باقی صفحہ نمبر16پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترمہ امۃالحفیظ قمر صاحبہ

ماہنامہ ''مصباح'' اپریل ۲۰۰۵ء میں مکرم مولانا بشیر احمد قمر صاحب کے قلم سے اُن کی اہلیہ محترمہ امۃالحفیظ قمر صاحبہ کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

میری اہلیہ مرحومہ امۃالحفیظ حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانیؓ کی نواسی تھیں جن کو حضرت مسیح موعودؑ نے معہ اہل بیت ۳۱۳ اصحاب میں شامل فرمایا ہے اور اُن کے اسماء اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں درج کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ تمام اصحاب خصلتِ صدق و صفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمیٔ دین میں سبقت لے گئے ہیں''۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ خالد احمدیت آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ میرے خسر صاحب کا نام خواجہ محمد حسین صاحب اور خوشدامن صاحبہ کا نام رمضان بی بی صاحبہ تھا۔ دونوں بہت نیک، تہجد گزار اور دعا گو وجود تھے۔ دونوں موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

میری شادی ایسے حالات میں ہوئی کہ میں جامعۃالمبشرین میں شاہد کے آخری سال کا طالبعلم تھا۔ کشمیر سے ۱۹۴۸ء میں ترک سکونت کرکے ہم پاکستان آئے تھے۔ والدین فوت ہوچکے تھے۔ ایک بہت چھوٹی بہن حمیدہ بیگم چند سال کی میرے ساتھ تھی۔ جامعہ کے زمانہ میں ایک اَور عزیز یتیم ولاوارث جو رشتہ میں میرا بھانجا ہے وہ بھی میرے ساتھ آملا۔ اس مختصر وظیفہ پر (جو چالیس روپے ماہوار ملتا تھا) اور جو صرف ایک طالبعلم کے گزارا کے لئے تھا ہم تین اس پر گزارہ کرتے تھے۔ خود کھانا پکاتا تھا۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؓ (پرنسپل جامعہ احمدیہ) نے احمدنگر میں جامعہ کا ایک کمرہ مجھے دیا ہوا تھا۔ اسی میں ہم سوتے اور اسی میں کھانا پکاتے تھے۔ ایسے حالات میں میری ساس اور سسر نے بغیر کسی واقفیت یا راہ و رسم، تحریک و اشارہ کے اپنی لڑکی کا رشتہ مجھے دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مجھے یقین نہیں آتا تھا اس لئے اپنے حالات بتا کر معذرت کی لیکن میرے سسرال کے اصرار پر یہ رشتہ طے پاگیا اور ۲؍جنوری ۱۹۵۶ء کو رخصتانہ ہوا۔

میرے ایک ماموں نے ساٹھ روپے بھیجے کہ سنا ہے تو شادی کررہا ہے یہ میں قرضہ کے طور پر بھیج رہا ہوں کوئی چھوٹی موٹی چیز کم از کم ایک آدھ جوڑا کپڑوں کا لڑکی کے لئے بنوالینا۔ لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کروں۔ تب میں نے اپنی ساس کو بلاکر یہ روپے دے کر کہا کہ میری طرف سے لڑکی کے لئے کوئی چیز بنالیں۔ لیکن وہ مُصر تھیں کہ کسی چیز کی ضرورت نہیں اور نہ میں یہ رقم لیتی ہوں۔ بالآخر انہوں نے تیس روپے لئے اور رخصتانہ کے بعد وہ بھی واپس کر دئے اور بتایا کہ وہ روپے اس لئے لئے تھے کیونکہ اُن کی بڑی لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ کسی ایسے لڑکے سے امۃالحفیظ کی شادی ہورہی ہے جس کا نام بشیر ہے اور وہ آپ کو تیس روپے دیتا ہے۔

امۃالحفیظ کی شادی کے ساتھ ان کی چھوٹی ہمشیرہ کی بھی شادی تھی۔ وہ پوری تیاری کے ساتھ آئے تھے۔ جب مہمان مستورات نے مطالبہ کیا کہ ہمیں لڑکوں کی بَری دکھائی جائے۔ میں تو خالی ہاتھ گیا تھا۔ سویٹر تک نہیں تھا حالانکہ اس دن شدید سردی تھی۔ میری ساس صاحبہ نے بڑی جرأت سے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے، یہ ان کی چیز ہے گھر جاکر دیکھ لیں گے۔ بہرحال وقت ٹل گیا۔ لیکن جب لڑکیاں مکلاوہ پر آئیں تو چھوٹی بہن کے پاس اپنے سسرال والوں کی طرف سے ہر چیز تھی۔ بعض عورتوں نے میری بیوی کو چڑانے کے لئے کہنا شروع کیا کہ تجھ پر زیادتی ہوئی ہے۔ تجھے مفت میں دیدیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر میری بیوی نے سادگی اور اعتماد سے یہی جواب دیا کہ میں بڑے سکون اور مزے کی نیند سوتی ہوں، مجھے نہ کسی ڈاکو کا خطرہ ہے نہ چور کا خوف، نہ جان کا اندیشہ۔ جبکہ اِس کو ہر وقت دھڑکا رہتا ہے کہ ٹوٹ نہ جائے، گم نہ ہوجائے، کسی چور کی نظر نہ پڑ جائے۔ ہاں یہ فائدہ ہوسکتا ہے کہ بوقت ضرورت گھر والے اس سے واپس لے کر اپنی کسی ضرورت کو پورا کرسکتے ہیں اور یہ بھی اس کے لئے ایک حسرت ہوگی، اس وقت کہے گی بہتر تھا نہ دیتے۔

میری اہلیہ مرحومہ کی پرائمری تک تعلیم تھی لیکن سوچ اچھی تھی اور اس نے یہی روح اپنی بیٹیوں میں بھی پیدا کی۔

ان دنوں مجھے گزارہ الاؤنس ۴۰ روپے ماہوار ملتے تھے۔ ہم چار افراد تھے۔ چنانچہ دکانداروں کے ہاں ہمارے کھاتے کھلے ہوئے تھے۔ سارا ماہ ہرقسم کے سودے ادھار چلتے حتی کہ سبزی تک۔ شادی کے چند دن بعد میری بیوی نے مشورہ دیا کہ سودا ادھار لینا بند کردیا جائے کیونکہ اس طرح بعض دفعہ غیرضروری چیز بھی لے لیتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ دکاندار پر بھی بدظنی اور شکوہ کرنے کا موقع پیدا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ پھر ساری عمر اس کی پابندی کی اور بہت فائدہ اٹھایا۔

شادی کے بعد جامعہ میں موسم گرما کی چھٹیوں میں ہم نے قادیان کی زیارت کا پروگرام بنایا۔ ان کے بڑے بھائی احمد حسین صاحب بٹ درویش ہیں۔ پاسپورٹ اور ویزا بن گیا، لاہور پہنچے تو ان کو پیچش کی تکلیف ہوگئی۔ چھ سات ماہ کا حمل تھا۔ ہمیں مشورہ دیا گیا کہ اس حال میں سفر نہ کریں لیکن یہ بڑے اعتماد سے مصر تھیں کہ ضرور جائیں گے۔ چنانچہ گئے اور دو ہفتے تک مقدس مقامات پر دعاؤں کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے سات بچے عطا فرمائے۔ چار لڑکیاں اور تین لڑکے۔ بڑا بیٹا عزیزم نصیر احمد صاحب قمر (مدیراعلیٰ الفضل انٹرنیشنل و ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن) واقف زندگی ہیں۔ ایک بیٹا ناصر احمد قمر حافظ قرآن ہے اور جرمنی میں ہے۔ ایک بیٹا عزیزم مظفر احمد قمر (کارکن صدرانجمن احمدیہ ربوہ) مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی عاملہ میں مہتمم ہے۔

جب بچے سکول جاتے تو دوسرے بچوں کی طرح ماں سے جیب خرچ کا مطالبہ کرتے۔ لیکن آپ نے کبھی بھی ان کو پیسے نہ دیئے سوائے سکول کی فیس کے۔ البتہ ان کے چندہ جات مجالس اور تحریکِ جدید اور وقفِ جدید حسب توفیق ادا کرتیں۔ گھر کا سودا خود خریدتیں اور بڑی محنت کرکے اچھی اور سستی چیز تلاش کرتیں۔

مجھے انہوں نے چار بار بیرونی ممالک کے لئے رخصت کیا۔ ایک دفعہ غانا میں خشک سالی اور قحط کا زمانہ تھا تو پاکستان سے وہاں جانے والوں کے ہاتھ چائے کی پتّی اور خشک دودھ تک بھیجا لیکن مجھ سے کبھی کسی چیز کی خواہش کی نہ مطالبہ۔ واپس آنے پر کبھی میرا سامان کھول کر تلاشی نہیں لی کہ کیا لائے ہیں۔ عورتیں آکر پوچھتیں کہ کیا لائے ہیں تو جواب دیتیں کہ یہ کوئی دنیا کمانے گئے تھے، الحمدللہ خیریت سے واپس آگئے ہیں۔ بس یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اور یہی حال بچوں کا تھا۔

میں غانا میں تھا۔ کافی عرصہ ہوا کہ گھر سے کوئی خط نہیں آیا۔ میں نے خواب میں پریشان کُن خواب دیکھا تو بیداری پر بہت تشویش ہوئی۔ میں نے ان کے بھائی کو یہ خواب لکھا تو انھوں نے جواباً لکھا کہ آپ کا خواب سچا ہے۔ یہ کافی عرصہ سے ہاتھ پاؤں پک جانے کی تکلیف میں مبتلا ہیں اس لئے خط نہیں لکھ سکیں اور نہ ہی کسی اَور کو اپنی حالت کے بارہ میں لکھنے دیا کہ وہ پریشان ہوں گے۔ اسی طرح ایک بیٹا ٹائیفائڈ سے بیمار ہوکر ہسپتال میں داخل رہا اور ایک بچے پر دودھ گرجانے سے پریشانی اٹھاتی رہیں لیکن مجھے نہ لکھا کہ پردیس میں پریشانی نہ ہو۔

دیہات میں جماعتوں میں آسانی سے اور زیادہ تر تربیتی دورروں کے لئے مجھے سائیکل کی ضرورت تھی لیکن خریدنا مشکل تھا۔ انھوں نے اپنے کانٹے جو شادی کے موقع پر والدین نے تحفہ دیئے تھے فروخت کرکے مجھے سائیکل خریدنے کے لئے رقم دی اور پھر اپنے اخراجات سے پیسے بچاکر کچھ عرصہ کے بعد کانٹے بنائے۔

۱۹۸۷ء میں جب مَیں غانا سے واپس آیا اور دوسرے دن دفتر تبشیر میں حاضر ہوا تو اطلاع ملی کہ میری تقرری طوالو میں کردی گئی ہے۔ کہا گیا کہ آپ دو تین ماہ کی چھٹیوں میں ضروری کام کاج سے فارغ ہوکر تیار ہوجائیں۔ میں نے گھر آکر یہ خبر سنائی تو وہ خلاف معمول اداس ہوگئیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ کہنے لگیں میرے کچھ مسائل ہیں وہ حل کرکے چلے جائیں۔ آپ کو روکنے کا تو مجھے کوئی حق نہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیا مسائل ہیں؟ کہنے لگیں یہ جوان لڑکیاں ہیں ان کے رشتے کرکے چلے جائیں، ان کی وجہ سے میں فکرمند ہوں۔ طوالو کا انٹری پرمٹ آچکا تھا کہ اچانک اس سفر میں ایک قانونی روک پیدا ہوگئی۔ پاکستانی پاسپورٹ میں طوالو کا اندراج نہ تھا۔ میں نے مکرم وکیل التبشیر صاحب سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس اندراج کے لئے کارروائی شروع کردی لیکن یہ ممکن نہ ہوا حتی کہ اڑھائی سال گزر گئے۔ اسی دوران بڑی بیٹی کی شادی ہوگئی اور ایک ہی دن دو رجسٹرڈ خطوط ملے جن میں دوسری دونوں لڑکیوں کے رشتہ کی خواہش کی گئی تھی۔ ایک طالبعلم تھا اور دوسرا معمولی ملازمت کرتا تھا۔ امۃالحفیظ نے بلاتردد اور بلاتوقف مجھے یہ مشورہ دیا کہ منظوری کا خط لکھ دیں۔ خط لکھ دیئے گئے تو کچھ دن بعد چھوٹی لڑکی کے رخصتانہ کا مطالبہ ہوا جبکہ بڑی لڑکی کے متعلق لڑکے والوں کو مزید وقت چاہئے تھا۔ اس مطالبے پر کسی کو شرح صدر نہ تھا کہ بڑی کی موجودگی میں چھوٹی کو رخصت کردیں۔ لیکن امۃالحفیظ نے مشورہ دیا کہ ہرایک کی مجبوریاں ہیں آپ ان کو لکھ دیں کہ آپ رخصتانہ کی تیاری کریں۔ بہرحال نہایت سادگی سے اس کا رخصتانہ ہوگیا اور کچھ عرصہ کے بعد ایک لڑکے کی بھی شادی ہوگئی۔ اس کے دو ماہ بعد بڑی لڑکی کے سسرال نے غیرمتوقع طور پر رخصتانہ کی خواہش کردی تو کئی عزیزوں نے کہا کہ اگر رخصتانہ کرنا تھا تو چند ہفتے پہلے کرلیتے تا دونوں بہن بھائی کا اکٹھا ایک ہی روز شادی اور رخصتانہ ہوجاتا اس طرح خرچ بچ سکتا تھا۔ لیکن میری اہلیہ محترمہ نے بغیر کسی تذبذب اور ناراضگی کے کہا کہ یہ ان کی اپنی مجبوریاں ہونگی اس بحث کو چھوڑیں۔ آپ ان کو اطلاع دیدیں کہ ہم لڑکی کو رخصت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جب میری اہلیہ کے سارے مسائل حل ہوگئے تو اسی دوران حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی طرف سے طوالو کی بجائے میری تقرری جزائر فجی میں کردی گئی۔ دو تین ماہ بعد خاکسار فجی چلا گیا اور میرے جانے کے چھ ماہ بعد وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ وہ اپنے مسائل اتنی جلدی سے طے کروا رہی تھیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ علم الٰہی میں ان کی واپسی قریب آرہی تھی اور وہ میری ذمہ داریوں کو اپنی زندگی میں ہلکا کرنا چاہتی تھیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۵ء میں شامل اشاعت مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک نظم بعنوان ''سانحہ مونگ سے متأثر ہوکر'' میں سے انتخاب پیش ہے:

زندگی موردِ الزام ہوئی جاتی ہے
اُف کہ دنیا تری بدنام ہوئی جاتی ہے
وصل کا جام چھلک جانے کو ہے ہوش نہیں
جانِ جاں جان ترے نام ہوئی جاتی ہے
دھندلکا چھا گیا بارود کی بُو پھیل گئی
دن ڈھلا ہی نہیں اور شام ہوئی جاتی ہے
تیرے ہی گھر میں کھڑے لوگوں کی بے داغ قباء
خون کے چھینٹوں میں گلفام ہوئی جاتی ہے

بڑے لڑکے نے جب اچھے نمبروں پر میٹرک پاس کیا تو رشتہ داروں اور دوستوں نے اس کو اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج میں داخل کروانے کا مشورہ دیا تاکہ چھوٹے بہن بھائیوں کے لئے سہارا بن جائے لیکن بیٹے کا ارادہ وقف زندگی کرنے کا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں مشورہ کے لئے لکھا تو حضورؒ نے فرمایا کہ اگر وقف ہے تو جامعہ میں جائے ہمیں ذہین بچوں کی بھی ضرورت ہے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئیں۔ جامعہ کی تعلیم سے فارغ ہوکر وہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد مقرر ہوئے پھر لندن چلے گئے لیکن کبھی اس خواہش کا اظہار نہیں کیا کہ وہ میری مالی مدد کرے یا کچھ دے بلکہ ہمیشہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ بنوا کر بھجواتی رہیں اور کہتیں کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ خدمت دین کے لئے قبول کیا گیا ہے۔ ان کی زندگی میں دو بیٹوں کی شادی ہوئی۔ ایک بہو ان کی بھتیجی ہے اور ایک میری۔ دونوں سے بہت پیار کیا۔ اب وہ ان کے پیار کو یاد کر کے روتی ہیں۔

ان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اگر کوئی جماعتی یا انتظامی فیصلہ ہو جو بظاہر ان کے مفاد میں نہیں ہے تو اس کے خلاف نہ کوئی بات کرتی تھیں نہ کسی کی ہاں میں ہاں ملا کر اس کی تائید کرتی تھیں۔ ۱۹۷۴ء میں خاکسار سرگودھا کا مربی ضلع تھا۔ جب احمدیوں کے خلاف فسادات پھوٹ پڑے تو خاکسار نے اپنے بچے ربوہ ایک عزیز کے پاس منتقل کر دئے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک مکان کرایہ پر لیا گیا۔ پھر وہ بھی خالی کرنا پڑا۔ ایک اور کرایہ پر لیا۔ اسی دوران مجھے غانا بھجوا دیا گیا جبکہ بچوں کے لئے مستقل رہائش کا انتظام نہیں تھا لیکن انہوں نے میرے سفر میں کوئی عذر نہ کیا۔ بعد میں ان کو پھر مکان بدلنا پڑا۔ اس طرح جہاں اخراجات زیادہ اٹھتے رہے وہاں کچھ سامان، برتن اور کتابیں بھی ضائع ہوئیں لیکن انہوں نے کبھی شکوہ نہیں کیا اور نہ ہی مجھے پریشانی کا خط لکھا بلکہ ہمیشہ تسلی کا خط لکھتی رہیں۔ آخر کافی عرصہ کے بعد صدر انجمن کا کوارٹر مل گیا۔

اسی طرح جب میرے بیٹے نصیر احمد قمر کا رشتہ طے ہوگیا اور نکاح بھی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے پڑھا دیا تو اس وقت میری تقرری افریقہ کے لئے ہوگئی تھی۔ کئی عزیزوں نے کہا کہ حضور سے اجازت لے لیں تاکہ اپنی موجودگی میں شادی کروا کر جائیں۔ اگر حضورؒ سے درخواست کی جاتی تو شاید روانگی میں دو چار ماہ کی تاخیر ہوجاتی۔ جب میری رائے پوچھی گئی تو میں نے روانگی میں تاخیر کرنے کو پسند نہ کیا۔ چنانچہ میری بیوی اور بچے خوشی سے حسب پروگرام میری روانگی میں روک نہ بنے اور نہ ہی اس خوشی کو بدمزگی میں بدلا۔

میری مرحومہ بیوی نے تین بیٹیوں کی شادیاں اپنی زندگی میں کیں۔ آخری بیٹی امۃ الحئی کی شادی ان کی وفات کے تقریباً تین سال بعد طے پائی۔ اس کے معاملہ میں مَیں بہت فکر مند تھا۔ پہلی بچیوں کی تیاری کا مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا دیا، کیا تیاری کی۔ میرا خیال تھا کہ ہماری طرف سے بچیوں کو کانٹے اور انگوٹھی کا تحفہ دیا گیا ہے۔ میں نے عزیزہ امۃ الحئی کو کہا کہ میں آپ کو وہی زیور تحفہ دوں گا جو آپ کی بہنوں کو آپ کی امّی نے دیا تھا یعنی کانٹے اور انگوٹھی۔ اس پر امۃ الحئی نے کہا کہ ابو جان آپ نے میری کسی بہن کو کوئی زیور نہیں دیا اور میں بھی نہیں لوں گی۔ جب میں نے یہ سنا تو میری عجیب کیفیت تھی۔

مَیں نے مرحومہ کے لئے بہت دعائیں کیں۔ رات جب آنکھ کھلتی مَیں ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتا رہا۔ صبح بہشتی مقبرہ جا کر ان کے اور ان کے والدین کے مزاروں پر بہت دعا کی کہ اتنی برداشت۔ حالانکہ ان باتوں پر یہ خوشی کے مواقع بعض دفعہ لڑائی جھگڑوں، بدمزگی اور غمی کا موجب بن جاتے ہیں لیکن نہ ماں نے اور نہ ہی ان کی بیٹیوں میں سے کسی نے گلہ شکوہ اور اپنی خواہش کا کبھی اشارہ تک بھی کیا اور نہ یہ دیکھا اور پوچھا کہ دوسری طرف سے کیا آیا ہے۔ اس کا کوئی اظہار نہیں نہ ہی ان سے کوئی مطالبہ کیا۔ بیشک انہوں نے اسی طرح کیا جس طرح کامل توکل سے ان کی والدہ نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ ان کو بھی خدا تعالیٰ نے زندگی میں بہت کچھ دیا اور ان کی اولاد پر خدا تعالیٰ کے فضل ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔

امۃ الحفیظ کو قرآن کریم سے بہت پیار تھا۔ اکثر تلاوت قرآن کریم کرتیں اور پھر اونچی آواز سے ترجمہ پڑھا کرتیں۔ کثرت تلاوت کی وجہ سے اتنی اہلیت تھی کہ اگر کوئی غلط پڑھتا تو بغیر دیکھے اس کی اصلاح کر دیا کرتی تھیں۔ بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا جن میں غیر از جماعت بھی شامل ہیں۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے انہیں علم تھا کہ ہر موصی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کم از کم دو افراد کو ہر سال قرآن کریم مکمل کروائے۔ اس نیت سے گھر میں بچوں کو پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رہتا۔ بدوملہی میں ایک غیر از جماعت بالکل اَن پڑھ ہمسائی کو قرآن کریم پڑھایا۔ وفات سے پہلے بھی ایک خاتون کو جو کئی بچوں کی ماں ہے اس کو قرآن کریم سیکھنے کے لئے تیار کیا۔ دوسرے محلّہ میں جا کر اس کو باقاعدہ پڑھایا کرتی تھیں۔ طبیعت خراب ہو، موسم ناموافق ہو، آپ وقت نکال کر جاتیں۔ زندگی کے آخری سفر پر جانے سے قبل اُسے جلدی جلدی قرآن کریم ختم کروا دیا۔ پھر آپ جلھن (ضلع حافظ آباد) میں ایک شادی میں شریک ہونے گئی تھیں کہ وہاں ہی 15 مارچ 1991ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس محبت قرآن کو قبول فرمائے اور اپنی صفت عفو اور مغفرت کی چادر میں ان کو لپیٹ لے۔

❊ ❊ ❊

پُراسرار مصری ممیاں

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ فروری 2005ء میں مکرم عزیز احمد صاحب کا مصری ممیوں کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

مسالہ جات اور دواؤں کے ذریعے محفوظ کرنے کا عمل، حنوط کاری یا Mummification کہلاتا ہے۔ عام حالات میں مرنے کے بعد انسانی جسم میں گلنے سڑنے کا عمل شروع ہوجاتا ہے جس کی بڑی وجہ وہ بیکٹیریا ہیں جو لاکھوں کی تعداد میں انسانی جسم کے اندر اور جلد پر ہر وقت پائے جاتے ہیں۔ زندگی کے دوران جسمانی دفاعی نظام فعال ہونے کی وجہ سے یہ بیکٹیریا نقصان نہیں پہنچاتے۔ پھر مرنے کے بعد انسانی خلیوں کی خود بخود ٹوٹ پھوٹ کا عمل بھی شروع ہوجاتا ہے جو موت سے تقریباً چار سے چھ گھنٹے بعد شروع ہوتا ہے اور تقریباً دو سے تین دن میں مکمل ہوجاتا ہے۔ اگر کسی طریق سے یہ عمل سست کیا جاسکے یا بالکل روکا جاسکے تو لاش کافی لمبے عرصہ تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ کی جاسکتی ہے۔ ایسا کرنے کے کئی طریقے ہیں مثلاً مُردہ جسم نکتہ انجماد (صفر سنٹی گریڈ) سے کم پر رکھا جائے۔ یا اسے نکتہ کھولاؤ (ایک سو سنٹی گریڈ) سے اوپر رکھا جائے کیونکہ اس طرح پانی بخارات بن کر اُڑ جاتا ہے اور بیکٹیریا وغیرہ بھی زندہ نہیں رہ پاتے۔ یا جسم کو ہوا کی غیر موجودگی مثلاً ائیر ٹائٹ کفن وغیرہ میں یا چونے کے پتھروں کے درمیان دفنایا جائے۔ یا پھر انتہائی گہری قبر میں بچایا جائے۔

مذکورہ بالا عوامل کے ذریعے قدرتی طور پر حنوط شدہ اجسام دنیا کے مختلف خطوں سے ملے ہیں۔ مثلاً قطب شمالی پر قدیم زمانے کے انسان اور جانوروں کی برف میں دبی ہوئی لاشیں ملی ہیں۔ اس طرح بعض علاقوں میں معدنی (چونے کے پتھروں) چٹانوں میں مدفون ہزاروں سال پہلے کے جانداروں کے باقیات بھی صحیح حالت میں ملے ہیں۔ حنوط کاری بحیثیت ایک معاشرتی رواج اور فن کے جب بھی زیر بحث آتا ہے تو مصریوں کے فن حنوط کاری کا ذکر کئے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔ مصر اس کرہ ارض پر واحد تہذیب تھی جہاں مرنے کے بعد جسم کو محفوظ کرنے کے لئے باقاعدہ حنوط کاری کی جاتی تھی۔ 400 قبل مسیح میں مصریوں نے مُردے کو حنوط کرنے کا عمل متعارف کرایا تھا اور دس سے سولہ برس قبل مسیح تک اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔ حنوط کرنے کا سب سے تفصیلی اور مہنگا طریقہ باحیثیت لوگوں اور قیمتی جانوروں پر اپنایا جاتا تھا۔

مصر کا پہلا تاریخی حکمران جس نے 3100 قبل مسیح میں بہت سارے مقامی حکمرانوں اور قبیلوں کو زیر کر کے ایک متحدہ مصر کی بنیاد رکھی اسے مصر کا پہلا بادشاہ یا فرعون اوّل کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی تیس پشتوں نے مصر پر حکمرانی کی جس کا سلسلہ سکندر اعظم نے ختم کیا جب اس نے مصر پر فتح حاصل کی۔ فراعین کے دَور میں ہی مصریوں میں مرنے کے بعد جسم کو حنوط کرنے کا رواج عام ہوا۔ دراصل مصریوں کا اس بات پر مکمل ایمان تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ملتی ہے اس لئے وہ اپنے نمایاں اور اہم افراد کی لاشوں کو حنوط کیا کرتے تھے۔ قدیم یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس کے مطابق مصر میں اُس وقت لاشوں کو حنوط کرنے کے لئے مخصوص افراد ہوتے تھے جو اس فن میں ماہر تھے اور مرنے والے کے لواحقین (رشتے دار وغیرہ) اپنی حیثیت کے مطابق تابوت اور حنوطی ماہرین کے حوالے کر دیا جاتا تھا جو پھر اپنی ورکشاپ میں اس پر کام کرتے تھے۔ سب سے پہلے یہ لوگ لوہے کے ایک ہک کو ناک کے ذریعے مردے کے سر میں ڈال کر اس کے مغز کا کچھ حصہ نکال کر دوائیں بھر دیتے۔ پھر وہ ایک تیز نوکیلے پتھر سے اس کے پیٹ میں چیرا لگاتے اور آنتیں وغیرہ نکال لیتے۔ پھر معدہ میں مختلف قسم کی خوشبوئیں بھر کر دوبارہ اندر رکھ کر پیٹ کو سی دیتے۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ لاش کو نیٹرم کاربونیٹ، سلفیٹ اور نمک کے تیزاب کے محلول بھرے ٹب میں ڈبو دیتے اور ستر دن تک اس کے اندر رہنے دیتے۔ ستر دن کے بعد وہ لاش کو باہر نکال کر خوب اچھی طرح دھوتے پھر جسم کو لچکدار کپڑے (لینن) کی پٹیوں میں لپیٹ کر انہیں گوند سے چپکا دیتے۔ پھر لاش رشتہ داروں کے حوالے کر دی جاتی جو انسانی جسم کی شکل کی طرح بنائے ہوئے مخصوص تابوت میں بند کر کے اسے تہہ خانے کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیتے تھے۔ اس طرح لاش کو مرنے کے بعد سے لے کر دفنانے تک کل 96 سے 120 دن لگ جاتے۔

حنوطیوں کی معاشرے میں بڑی قدر تھی۔ وہ راہبوں اور پجاریوں کے دوست تھے اور اس طرح آزادی سے مندروں میں آجا سکتے تھے۔ یہ اپنے فن میں ایسے ماہر تھے کہ مختلف مسالہ جات اور دواؤں کے ذریعے لاش کو ایسی مکمل صورت میں لے آتے کہ ان کی بھنوؤں اور پلکوں تک میں خلل نہیں پڑتا تھا۔ اس طرح برسوں بلکہ صدیوں بعد بھی انکی بآسانی شناخت ہوسکتی تھی۔ بے شمار مصری اپنے آباؤ اجداد کی لاشوں کو عالی شان مقبروں یا کمروں میں رکھتے تھے تاکہ آنے والی نسلیں بھی ان کی زیارت سے مستفید ہوسکیں اور ان کے نقوش میں اپنے نقوش کی مماثلت پا کر فخر کرسکیں۔ غریب افراد کے جسموں کو بہت ہی سستے طریقوں سے محفوظ کیا جاتا تھا۔ ایک طریقہ تو یہ تھا کہ جسم کو نمک اور گرم معدنی رال مثلاً تارکول میں ڈبویا جاتا تھا۔ دوسرے طریقے میں صرف نمک ہی استعمال کیا جاتا تھا۔ ان طریقوں کے ذریعے صرف بیرونی طور پر ہی جسموں کو محفوظ کیا جاسکتا تھا۔ نمک زدہ خشک جسم آسانی سے شناخت کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کی کھال کاغذ کی طرح ہوجاتی ہے۔ بال اور نقوش غائب ہوجاتے اور ہڈیاں سفید اور بھربھری ہوجاتی تھیں۔

دنیا کی قدیم ترین ممی پاپائی اول کے بیٹے ''سیکریم سیف'' کی ہے۔ یہ ممی 3200 قبل مسیح کی تھی جو اسکارا میں 1881ء میں دریافت ہوئی اور اب غزہ میں موجود ہے۔ یہ ممی نچلے جبڑے سے محروم ہے اور اس کی ایک ٹانگ لانے لے جانے کی وجہ سے جگہ سے ہٹ گئی ہے۔ مگر نقوش بالکل محفوظ ہیں اور بالوں کے ایک گچھے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آدمی جوان تھا۔

❊ ❊ ❊

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۶/اکتوبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہونے والی مکرم عبدالسلام اختر صاحب کی رمضان المبارک کے آخری ایام کے حوالہ سے کہی گئی ایک نظم بعنوان ''دیار رحمت میں رہنے والو! یہ دن ہیں فیضانِ ایزدی کے'' سے انتخاب پیش ہے:

کبھی وہ پندارِ بے نیازی، کبھی یہ اعجاز دلربائی
کبھی حجاب اور کبھی تبسم عجب طریقے ہیں دلبری کے
یہ قطرہ قطرہ شمار کیسا؟ لپٹ کے موج رواں سے کھو جا
وگرنہ کس کو خبر ہے اتنی کہ سانس کتنے ہیں زندگی کے
سجود پیہم سے آشنا رہ کہ اہل دل کا یہ تجربہ ہے
جبیں ہو گر خاک آستاں پر گلاب کھلتے ہیں چاندنی کے
جہاں پہ اکرام کرنے والے نگاہ لطف و کرم ادھر بھی
تو خود اگر ہو شریک محفل تو دن گزر جائیں زندگی کے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 | Friday May 05, 2006 | Issue No. 18

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 12

یہاں دنیا کا پہلا اور واحد "Night Safari Park" بنایا گیا ہے جہاں رات کے وقت جنگل کے قدرتی ماحول میں رکھے گئے جانوروں کو دکھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

پروگرام کے مطابق رات ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پارک کے وزٹ کے لئے روانہ ہوئے اور گیارہ بجے اس پارک میں پہنچے۔ اس سفاری پارک میں رات کے وقت شکار کرنے والے اور دیگر مختلف نوعیت کے 900 جانوروں کی 132 اقسام کو اسّی(80) ایکڑ رقبہ پر موجود گھنے جنگل میں بسا کر دنیا کا پہلا رات کے وقت دکھایا جانے والا سفاری پارک بنایا گیا ہے جہاں جانوروں کو اپنے قدرتی ماحول میں کھیلتے ،شکار کرتے اور کھاتے پیتے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس پارک میں تین مختلف پیدل جانے کے راستے ہیں۔اس کے علاوہ ٹرام کے ذریعہ 3.2 کلومیٹر کا سفر طے کر کے ان تمام جانوروں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ان جانوروں کو جنگل کے مختلف حصّوں میں رکھا گیا ہے۔ ہمالیہ کی سنگلاخ وادیوں سے لے کر افریقہ کے صحراؤں جیسی زمین میں بسنے والے جانوروں کو اس سفاری پارک میں لا کر بسایا گیا ہے۔

رات کی تاریکی میں ٹرام اس گھنے جنگل میں تین کلومیٹر سے زائد کا چکر چالیس منٹ میں نہایت آہستہ آہستہ چلتے ہوئے لگاتی ہے۔ٹرام دونوں طرف سے کھلی ہوتی ہیں جہاں دائیں بائیں سارا نظارہ دیکھا جاسکتا ہے۔ اور جہاں چاہے انسان نیچے اتر سکتا ہے اور ساتھ چلتے ہوئے پھر سوار ہوسکتا ہے۔

مقامی جماعت نے خصوصی طور پر ٹرام کو بک کروایا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کے علاوہ وفد کے ممبران اور بعض مقامی عہدیداران اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کا گروپ بھی ساتھ تھا۔ حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے جنگل کے اس قدرتی ماحول میں رکھے گئے جانوروں کو دلچسپی کے ساتھ دیکھا۔

اس سفاری پارک میں شیر، گینڈے، زرافے، زیبرے ،ہاتھی ،چیتے ،اُلّو، گیدڑ، بھیڑئے، لگڑ بگڑ، نیل گائے ، مارخور، ہرن، دریائی گھوڑا (Hippopotamus) اور دوسرے مختلف قسم کے جانور موجود ہیں۔ ہر ایک جانور کا اپنا علاقہ اور مخصوص ایریا ہے اور ٹرام ان جانوروں کے قریب سے گزرتی ہے۔ رات کے وقت جنگل میں کہیں سنّاٹا ہوتا ہے تو کہیں پانی کا شور ہے۔ ندی نالے بہہ رہے ہیں اور کہیں پانی آبشار کی شکل میں گر رہا ہے۔ کہیں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں جن پر جانور بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہیں درختوں کے نیچے آرام کر رہے ہیں۔ اور کہیں اپنی خوراک تلاش کر رہے ہیں اور کہیں اپنی آوازیں نکال کر جنگل کے سناٹے کو توڑ رہے ہیں۔ جنگل میں کہیں اندھیرا آجاتا ہے تو کہیں ہلکی ہلکی روشنیاں ہیں۔ ٹرام کے اندر موجود گائیڈ ساتھ ساتھ ان جانوروں کے بارہ میں معلومات پہنچاتی ہے۔

یہ نائٹ سفاری پارک واقعی اپنی نوعیت کا واحد سفاری پارک ہے جہاں جنگل کی رات کے تاریکی اور اندھیرے میں آپ جانوروں کے درمیان گھوم پھر رہے ہوتے ہیں۔

1994ء میں اس پارک کے قیام سے لے کر اب تک اسے چھ دفعہ ٹورازم کا ایوارڈ مل چکا ہے۔

اس سفاری پارک کے وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ ہوٹل تشریف لے آئے۔

10/اپریل 2006ء بروز سوموار:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

جزیرہ Santosa کا وزٹ

آج سنگاپور میں قیام کا آخری دن تھا۔ جماعت نے سنگا پور کے ایک خوبصورت جزیرہ ''سینٹوسا'' (Sentoas Island) میں سیر کا پروگرام رکھا تھا۔

گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل "Mercure Roxy" سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق جزیرہ Santosa کی سیر کے لئے بذریعہ کار روانگی ہوئی ۔ یہ جزیرہ سنگا پور شہر سے صرف بیس کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ 3.2 مربع کلومیٹر کا یہ جزیرہ نہ صرف اپنے خوبصورت ساحل کی وجہ سے مشہور ہے بلکہ قدرتی سبزہ زاروں سے مزیّن ہے۔ اس جزیرہ تک سڑک کے علاوہ، کیبل کار اور فیری کے ذریعہ بھی پہنچا جاسکتا ہے۔

اس جزیرہ میں سنگا پور کی علامت Merlion (یعنی ایسی مچھلی جسکا سر شیر کا ہے) کا بہت بڑا مجسمہ ہے اور اس کے سَر کے اوپر کا حصہ اتنا بڑا ہے کہ لوگ لفٹ کے ذریعہ وہاں تک جا سکتے ہیں اور اوپر کھڑے ہو کر اس جزیرہ اور سمندر کا نظارہ کرتے ہیں ۔ اسی طرح اس جزیرہ میں Sky Tower ہے ۔ علاوہ ازیں ایک نمائش Images of Singpore کے نام سے تیار کی گئی ہے ۔ زیر آب دنیا Under Water World وغیرہ بنائے گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Images of Singpore یعنی سنگا پور کے نقوش کی نمائش دیکھی۔ اس نمائش میں سنگا پور کی تاریخ کو مرحلہ وار ترقی کے ادوار کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔ جس میں ابتدائی دور میں حکمرانی کرنے والوں میں چینی، ملائی، ہندوستانی اور یورپیئن تہذیبوں کے امتزاج کو دکھایا گیا ہے۔ جاپانیوں کے سنگا پور پر تین سالہ قبضے اور پھر لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ذریعہ برطانوی کالونی بنائے جانے کی تاریخ اور جدید ترقی کے ادوار کو موم کے مجسموں کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔

سنگا پور میں مختلف قوموں کے قدیم رہن سہن کے مناظر دکھائے گئے ہیں۔ گھروں میں لوگ بیٹھے ہیں کہیں کھانا پک رہا ہے، کہیں کوئی سو رہا ہے، کہیں بچے کھیل رہے ہیں ،سکول جا رہے ہیں، کہیں حجام بال کاٹ رہا ہے، کہیں لوگ اپنے کام کاج کر رہے ہیں تو کہیں شادی بیاہ کی تقریبات ہو رہی ہیں ۔ غرض پرانی قوموں کے رہن سہن اور کلچر کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔ ابتدائی زمانہ میں استعمال ہونے والی اشیاء بھی اس نمائش میں رکھی گئی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نمائش کو دیکھا اور نمائش کے گائیڈ سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Sky Tower پر تشریف لے گئے۔ اس ٹاور کے اردگرد گولائی میں بنے ہوئے کیبن میں سطح سمندر سے 131 میٹر کی بلندی سے اردگرد کے تمام علاقے کا نظارہ کیا جا سکتا ہے ۔ مینار (Tower) کی اونچائی 110 میٹر ہے اور یہ سنگا پور میں سب سے بلند ٹاور ہے ۔ جس کے اردگرد بنے کیبن میں 72 افراد بیٹھ سکتے ہیں جن کو سطح زمین سے لے کر یہ لفٹ نما کیبن 1.2 میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے اوپر پہنچ جاتا ہے اور چاروں طرف آہستہ آہستہ گردش میں بھی رہتا ہے تا کہ چاروں طرف کے نظاروں سے لطف اندوز ہوا جا سکے۔

سطح سمندر سے 131 میٹر کی بلندی پر جہاں سنگا پور کی بلند و بالا عمارتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بہت خوبصورت دکھائی دیتا ہے وہاں سمندر میں بحری جہازوں اور کشتیوں کے علاوہ سرسبز و شاداب جزائر کا سلسلہ بھی بہت حسین منظر پیش کرتا ہے ۔ ان جزائر میں انڈونیشیا کے بعض جزائر بھی نظر آتے ہیں ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض نظاروں کی تصاویر بھی بنائیں۔ اس سیر کے بعد اسی جزیرہ میں ریفریشمنٹ کا پروگرام بنا۔

پروگرام کے مطابق یہاں سے 1:30 بجے دوپہر واپس روانگی ہوئی اور دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد طٰہٰ تشریف لائے ۔ جہاں حضور انور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تمام احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا۔ تصاویر ساتھ ساتھ کھینچی جا رہی تھیں۔

سنگاپور سے سڈنی کے لئے روانگی

سنگا پور سے الوداع ہونے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اب پروگرام کے مطابق مسجد سے ہوٹل کے لئے روانگی تھی۔ مسجد کے باہر کھلے صحن میں احباب مرد و خواتین بڑی تعداد میں جمع تھے۔ چھوٹے، بڑے، مرد و خواتین اور سبھی مسلسل رو رہے تھے۔ بچیاں دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ ہر ایک کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ جونہی حضور انور مسجد سے باہر تشریف لائے سبھی اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اور سسکیاں لیتے ہوئے اپنے پیارے آقا سے اپنی عقیدت و محبت اور فدائیت کا اظہار کر رہے تھے ۔ سبھی کی نظریں اپنے پیارے آقا کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھیں ۔ حضور انور کو دیکھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الوداعی دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے تو انتہائی رقت آمیز نظارہ دیکھنے میں آیا۔ سسکیاں چیخوں میں بدل گئیں ۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور حضور انور کی گاڑی مسجد کے گیٹ سے نکل کر ہوٹل کی طرف روانہ ہوئی اور حضور انور کے یہ عشاق دور تک اپنے ہاتھ ہلا کر اپنے پیارے آقا کو الوداع کہتے رہے۔

دو بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل پہنچے ۔ جہاں ڈیوٹی پر موجود خدام نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل Grand Mercure Roxy سے سنگا پور کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ Changi کے لئے روانہ ہوئے۔ ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ائیر پورٹ پہنچے۔ حضور انور کی ائیر پورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈ وغیرہ کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔

ائیر پورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد جمع تھی۔ سنگا پور کے علاوہ ہمسایہ ممالک ملائشیا، انڈونیشیا، کمبوڈیا، تھائی لینڈ ، برونائی ، پاپوا نیو گنی اور سری لنکا سے آنے والے جماعتی عہدیداران اور مبلغین بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امیگریشن ڈیسک سے ہوتے ہوئے لاؤنج میں تشریف لے گئے ۔ اس دوران بھی ائیر پورٹ پر آئے ہوئے احباب مرد و خواتین مسلسل اپنے ہاتھ ہلاتے رہے ۔ حضور انور نے بھی بار بار اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے ان کے سلام کا جواب دیتے رہے۔ درمیان میں صرف شیشے کی دیواریں تھیں جہاں دونوں اطراف سے سب کچھ نظر آ رہا تھا۔

آخر یہاں سے آگے روانگی ہوئی اور حضور انور کچھ دیر کے لئے لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

سات بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے ۔ برٹش ائیر ویز کی پرواز BA015 اپنے وقت پر رات آٹھ بجے سنگا پور سے سڈنی (آسٹریلیا) کے لئے روانہ ہوئی۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں آسٹریلیا اور مشرق بعید کے بعض ممالک کے دورہ پر ہیں۔ احباب اپنے محبوب امام ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی اور اس للّٰہی سفر کی غیر معمولی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حضور انور کا حافظ و ناصر ہو، اپنی غیر معمولی نصرت و تائیدات کے روشن نشان عطا فرمائے اور اس خطہ ارض میں اسلام و احمدیت کی روز افزوں ترقی کے نئے راستے کھولے اور حضور انور کی تمام مہمات دینیہ عالیہ کے نہایت شیریں ثمرات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین